پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

قیمت: ۴۰ روپے

خواتین کا اسلام

1079 بدھ 5 رجب المرجب 1445ھ مطابق 17 جنوری 2023ء

ایک کہانی، ذرا پرانی

رسائل گھر بیٹھے حاصل کیجیے!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

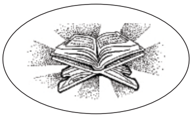

میدانِ جہاد میں بہادری

اے اہل ایمان! جب میدانِ جنگ میں کفار سے تمھارا مقابلہ ہوتو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا، اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے اُن سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھو کہ) وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

(سورۃ الانفال)

الحدیث

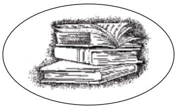

سب سے بڑا بہادر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ کسی وجہ سے گھبرا کر باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے آگے پایا۔ آپ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھے اور لوگوں کو تسلی دے رہے تھے۔

(صحیح بخاری)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا:

سوال: حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک بزرگ بیان فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت سنائی کہ آپ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: ''یارسول اللہ! میری کیا مجال کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے جنت میں جاؤں۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ آپ میری اونٹنی کی نکیل پکڑ کر جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوگئے۔ اس واقعے کی بھی تحقیق مطلوب ہے، کیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوں گے؟

جواب: یہ اونٹنی کی نکیل پکڑنے والی روایت تو کتابوں میں کہیں نہیں ملتی، (اسے بیان کرنا جائز نہیں) البتہ یہ حدیث ثابت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا بلال! کس عمل کی برکت سے آپ جنت جانے میں مجھ سے بھی سبقت لے گئے؟ چنانچہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا اپنے سامنے آپ کے چلنے کی آواز سنی، میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو اپنے سامنے آپ کے چلنے کی آواز سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے جب بھی اذان دی دو رکعت نماز ادا کی اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا اسی وقت وضو کیا اور تہیہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے دو رکعت میرے ذمے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بس یہ سبقت اسی عمل کے سبب ہے۔'' (احمد، ترمذی) لیکن اس کا یہ مطلب لینا غلط ہوگا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جائیں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے چلنا دربان وخادم کی حیثیت سے ہوگا۔ ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جنت میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوں گے۔ (ابوداؤد، طبرانی اوسط، حاکم)

پیدا ہوتے ہی فوت ہونے والے بچے کے احکام:

سوال: ایک خاتون کا حمل ساقط ہوا۔ حمل پانچ ماہ کا تھا، تین بچے ساقط ہوئے، ایک بیٹا، دو بیٹیاں۔ تینوں بچے زندہ حالت میں تھے، لیکن چند سانسیں لے کر فوت ہوگئے، اس سلسلے میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱) غسل وکفن جنازہ وغیرہ میں ان کے متعلق کیا احکام ہیں؟ (۲) اگر تکفین ضروری ہے تو بڑوں کی طرح پورا پورا کفن دینا ضروری ہے یا مختصر کفن دینا بھی کافی ہوگا؟ (۳) نمازِ جنازہ اجتماعی ہوگی یا ہر میت کے لیے انفرادی؟ (۴) اجتماعی جنازہ میں دعا کون سی پڑھی جائے گی؟ لڑکے والی یا لڑکی والی یا دونوں؟ (۵) تدفین اجتماعی ہوگی یا انفرادی؟ (و،م۔ صادق آباد)

جواب: (۱) جو بچہ زندہ پیدا ہو کر فوت ہو جائے خواہ زندگی چند لمحے ہی ہو، اس کے تمام احکام (غسل وتکفین، جنازہ وتدفین) وہی ہیں جو عام اموات کے ہیں۔

(۲) افضل تو یہی ہے کہ ان بچوں کو بڑوں کی طرح مکمل کفن دیا جائے یعنی بچیوں کو ۵-۵ کپڑوں میں اور بچے کو ۳ کپڑوں میں کفنایا جائے اور اگر بچیوں کو ۲-۲ کپڑے اور بچے کو ایک کپڑا کفن میں دیا جائے تو بھی جائز ہے۔

(۳) نمازِ جنازہ میں بھی افضل یہ ہے کہ تینوں پر الگ الگ پڑھی جائے، اگر اجتماعی جنازہ پڑھیں تو بھی جائز ہے۔

(۴) باقی رہا یہ مسئلہ کہ اجتماعی جنازہ میں دعا کون سی پڑھی جائے؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر جنازہ دو بچوں کا ہے تو مسنون دعا میں تثنیہ کے صیغے پڑھے جائیں: اللھم اجعلھما لنا فرطا و اجعلھما لنا اجرا و ذخرا، اس کے بجائے لڑکے لڑکی پر صرف لڑکے والی دعا پڑھ لی جائے تو بھی درست ہے۔ اور اگر بچے دو سے زائد ہیں تو دعا میں جمع کے صیغے پڑھے جائیں: اللھم اجعلھم لنا فرطا و اجعلھم لنا اجرو ذخرا۔

(۵) ضرورت ومجبوری کے بغیر اجتماعی تدفین جائز نہیں، لہٰذا تینوں بچوں کی الگ الگ قبریں بنائی جائیں۔

آئینہ گفتار

رسائل گھر بیٹھے حاصل کیجیے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ ملک عزیز میں پچھلے دو برس سے مہنگائی کا ایک طوفان آیا ہوا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے کی طرح کاغذ کی قیمت اور طباعت کے اخراجات آسمان پر جا پہنچے ہیں، جس سے متاثر ہوکر بے شمار چھوٹے اخبارات بند ہوگئے اور بڑے اخبارات نے اپنی اشاعت کم کردی یا مختلف شہروں کے ایڈیشن بند کردیے۔ سو ٹالتے ٹالتے بھی بالآخر وہ گھڑی آ ہی گئی کہ روزنامہ اسلام کو بھی مجبوراً لاہور اور اسلام آباد ایڈیشن بند کرنے کا ناگزیر فیصلہ کرنا پڑا۔

کچھ وجوہ کی وجہ سے یہ فیصلہ اتنا اچانک ہوا کہ قارئین کو پیشگی مطلع نہ کیا جاسکا جس سے پہلی جنوری کو لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور اور ان کے مضافاتی شہروں میں یہ تشویش ناک خبر پھیل گئی کہ روزنامہ اسلام اور اس کے رسائل اچانک بند ہوگئے ہیں۔

اور پھر وہی ہوا جو ہونا تھا کہ پہلی جنوری سے تادمِ سطور ملک کے شمالی علاقوں سے بجائے ٹھنڈی ہواؤں اور گرم سوغاتوں آنے کے قارئین کی گرما گرم فون کالز کا تانتا بندھ گیا ہے۔ بے شمار فون آئے کہ کیا اچانک اخبار اور رسائل بند کردیے گئے ہیں؟

عرض کیا کہ خدانخواستہ اخبار بند نہیں ہوا ہے، بس لاہور اور اسلام آباد کا ایڈیشن بند کیا گیا ہے۔ مرکزی دفتر کراچی اور ملتان سے بدستور اخبار چھپ رہا ہے، نیز دونوں ہفت روزے بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بھی اسی آب وتاب سے اتوار اور بدھ کو شائع ہورہے ہیں الحمدللہ!

بہرحال اِن سطور کے ذریعے ملک بھر کے قارئین سے درخواست کی جارہی ہے کہ اگر آپ کے پاس یہ میگزین آرہے ہیں اور آپ یہ سطور پڑھ رہے ہیں تو اپنے رشتے داروں، دوستوں اور دائرہ بچوں کا اسلام کے اُن قارئین کو جنھیں آپ کسی طرح بھی جانتے ہیں اور انھیں رسائل نہیں مل پارہے، تو براہِ کرم آپ ہماری نمائندگی کرتے ہوئے ان تک یہ بات پہنچائیے کہ بالکل پریشان نہ ہوں، دونوں رسائل باقاعدگی سے شائع ہورہے ہیں اور ہر شہر کی ایجنسی کے پاس حسب سابق پہنچ بھی رہے ہیں۔

پھر بھی اگر کسی وجہ سے آپ کی رسائی آپ کے محبوب رسائل تک نہیں ہورہی تو ایک بہت آسان اور سہولت والا طریقہ یہ ہے کہ کراچی دفتر رابطہ کرکے اپنے گھر کے پتے پر دونوں یا کوئی بھی ایک رسالہ سال بھر کے لیے لگوا لیجیے۔

یہ طریقہ بہت آسان بھی ہے اور نسبتاً سستا بھی۔ بازار یا ہاکر کے پاس جاکر رسالہ خرید لانے میں پھر بھی کچھ وقت اور کرایہ وغیرہ لگتا ہے، جبکہ سالانہ ممبر شپ لینے سے آپ کے رسائل کراچی دفتر سے براہِ راست آپ کے پڑھنے کی میز پر اسی دن بلکہ ایک آدھ دن پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں اور وہ بھی کسی قسم کا اضافی خرچ کیے بغیر۔

جی ہاں! دونوں رسائل کی ہوم ڈیلیوری بالکل مفت رکھی جارہی ہے۔ آپ کی طرف سے ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے گا۔ آپ صرف شمارے کی قیمت جو چالیس روپے ہے اور سرورق پر لکھی ہوئی ہے، وہ ادا کیجیے اور پورے سال کے باون ہفتے اپنے گھر کی چوکھٹ پر اپنے لاڈلے رسائل کو حاصل کیجیے۔

چالیس روپے فی شمارے کے حساب سے سال کے باون ہفتوں کے کل اکیس سو روپے ہوتے ہیں، آپ سو روپے مزید کم کرتے ہوئے صرف مبلغ دو ہزار روپے فی شمارہ (یا دونوں رسائل کے چار ہزار روپے) ادا کیجیے اور گھر بیٹھے رسائل حاصل کیجیے۔

طریقۂ کار بہت آسان ہے:

رابطہ نمبر (03213557807) پر ایزی پیسہ اور موبی کیش دونوں اکاؤنٹ بنے ہوئے ہیں۔ دونوں میگزین کے چار ہزار روپے یا کسی بھی ایک میگزین کے دو ہزار روپے اپنی سہولت کے مطابق ایزی پیسہ یا موبی کیش کیجیے، بعدازاں پیسے بھیجنے کی کمپنی رسید اور اپنا مکمل پتا اسی نمبر پر واٹس ایپ کرکے حکم کیجیے کہ آپ کے نام رسائل جاری کردیے جائیں۔

فون پر رابطہ کرنا چاہیں تو اسی نمبر پر علاوہ اتوار، دفتری اوقات صبح نو سے شام چار بجے تک کال بھی کرسکتے ہیں۔

اس ترتیب کے علاوہ اگر آپ ہر ہفتے ہی رسائل خریدنا چاہتے ہیں تو اپنے اپنے شہر کے ہاکر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ آپ کو اخبار مارکیٹ کی ایجنسی سے شمارہ حسب سابق لا کردے۔ اگر ہاکر منع کردے تو شہروں کے ایجنسیوں کے نمبر بھی ذیل میں دیے جارہے ہیں، فون کرکے ان سے منگوا لیجیے۔

لاہور: شفیق صاحب (03324776628)

اسلام آباد: عدنان صاحب (03005151136)

ملتان: ملک ایوب صاحب (03007353405)

کراچی: اسلم صاحب (03002125353)

دعا ہے کہ ہمارا آپ کا ساتھ تادیر رہے اور بخیر وعافیت رہے، آمین!

والسلام

مدیر مسئول
محمد فیصل شہزاد

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد | مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان | مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 1500 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 22000 روپے، دو میگزین 25000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

نسخہ عجیب

عائشہ تنویر

لڑکا لاابالی ہے، چلبلا ہے، تنگ مزاج ہے یا غصیلا ہے، بزرگ ایک ہی حل تجویز کرتے ہیں کہ شادی کردو لڑکا ٹھیک ہوجائے گا!

مگر آج کل بزرگوں کی کون سنتا ہے؟

ذرا کہہ کر دیکھیں کہ شادی کردو، لڑکا ٹھیک ہوجائے، ایسے سب لٹھ لے کر آپ کے پیچھے آئیں گے کہ توبہ ہی بھلی۔

لیکن ہم تو کہتے ہیں کہ بزرگ ٹھیک ہی کہہ گئے ہیں۔

ہمارے پڑوس کے بالے میاں کو ہی دیکھ لیں۔ مزاج یوں تنکتا ہوا تھا کہ گیس کی لوڈ شیڈنگ میں بھی اماں کوئلے دہکائے پھرتی تھیں کہ ٹھنڈی روٹی بالے میاں کے حلق سے نہیں اترتی۔ بازار سے گھر والوں کے لیے روٹی لانے کا بول دو تو بھی ہلنا محال ہوتا تھا۔ ناچار اماں کہتی کہ بھئی جیسے بھی بناؤ روٹیاں گھر ہی میں بنالو۔ بالے میاں نہ بازار کی روٹی کھائیں گے نہ لائیں گے۔

جس دن شامت ماری بھاوج نے چاول بنا لیے، اسی دن روٹی کی فرمائش کردیتے اور جس دن بھاوج اٹھارہ، بیس روٹیاں ڈال کر ابھی سکھ کا سانس بھی نہ لے پاتیں کہ ساس امی کا حکم آجاتا کہ تھوڑے چاول ابال لو، بالے میاں نے آج روٹی نہیں کھانی۔

نازک مزاج اتنے کہ کپڑے ایک گھنٹہ بھی پہن لیتے تو اتار کر دھلنے کے لیے پھینک دیتے۔ ساگ، حلیم، پائے، کڑھی، نہاری کھانے سے بہت شغف تھا۔ حلیم کے ساتھ پیاز تازہ فرائی کی ہوئی ہی چلتی تھی کہ بازاری پیاز بالے میاں کے حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی۔

لیکن پھر یوں ہوا کہ بالے میاں کے سہرے کے پھول کھل گئے۔

اور اب سنا ہے کہ رات کی بچی روٹی بھی دوپہر میں نہ صرف خود کھا لیتے ہیں بلکہ اپنی اماں کو بھی ٹھنڈی روٹی کھانے کے فائدے گنواتے رہتے ہیں۔ ساگ، پائے کو اب بھی شوق سے کھاتے ہیں لیکن لجا کر فرماتے ہیں کہ بیگم صاحبہ کو بنانے نہیں آتے، بہن ہی ایک پیالہ بنا کر بھجوادے تو کام چل جائے گا۔ اب روز روز تھوڑا ہی کھانا ہے ہمیں۔ کپڑے دو دن بھی پہن لیں تو جھاڑ چھٹک کر دوبارہ کھونٹی پر لٹکا دیتے ہیں کہ ابھی میلے نہیں ہوئے۔ اماں تو شاید تھکتی نہیں تھیں، اب بیگم تو اتنے کپڑے دھولیں تو تھک جاویں گی۔ خود ہل کر پانی نہ پینے والے بیگم صاحبہ کو دودھ لے جاکر پیش کرتے ہیں، اور تو اور شادی سے پہلے راتوں کو دیر سے

گھر آیا کرتے تھے کہ آخر یار دوستوں کے ساتھ بھی وقت بِتانا ہوتا ہے مردوں کو۔

نوکری بھی مارے باندھے کرتے تھے کہ اتنی محنت ہم سے نہیں ہوتی مگر اب تو سنا ہے پارٹ ٹائم جاب بھی ڈھونڈ رہے ہیں اور جاب سے آنے کے بعد کا سارا وقت بیگم صاحبہ کے ساتھ ہی گزارتے ہیں۔ چاہے گھر میں رہیں یا چاہیں تو گھوم پھر آئیں۔ اب تو ہماری اُن سے خاندان کے ہر فنکشن میں ملاقات ہوجاتی ہے۔

اور ہاں نامحرموں کی طرف تو دیکھتے بھی نہیں، بس بیگم صاحبہ کے ساتھ ہی بیٹھتے ہیں اور بہت اثر انگیز لہجے میں فرماتے ہیں کہ فیملی کے ساتھ وقت گزارنا بہت ضروری ہے۔ اسلام میں بیوی بچوں کے بہت حقوق ہیں اور حصولِ رزق حلال تو عبادت ہے سو میں تو بس دن رات ثواب کمارہا ہوں۔

بات کرتے جاتے ہیں اور بیگم کو دیکھتے جاتے ہیں۔ جہاں بیگم صاحبہ کی تیوری چڑھ جائے، وہیں گھبرا کر بات بدل جاتے ہیں۔ کوئی ماضی کا طعنہ یاد دلا دے تو ہنس کر فرماتے ہیں کہ وہ بھی کیا وقت تھا۔ اماں نے تو ہماری تربیت پر محنت ہی نہ کی تھی، لاڈ پیار میں بگاڑ ڈالا تھا، یہ تو بیگم صاحبہ نے بہت کچھ سکھا دیا ہے ہمیں۔

اب آپ جو بھی کہو، بھئی ہم تو مان گئے اس نسخہ عجیب کو۔

اچھے گھروں کی لڑکیاں یوں ہی بگڑے خاوندوں کو تیر کی طرح سیدھا کردیتی ہیں۔

☆☆☆

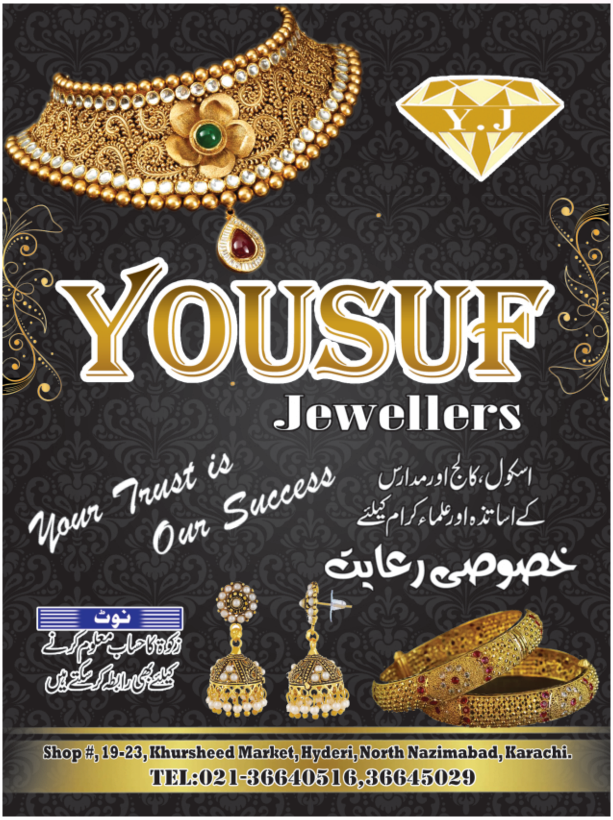

ایک کہانی، ذرا پرانی

زہرہ جبیں

جب زندگی میں صحت تھی تب سب کچھ اچھا تھا۔ گھر بار، شوہر، بچوں اور سسرال کی ذمے داریاں کچھ بھی برا نہیں لگتا تھا۔ فجر پڑھتے ہی زندگی متحرک ہو جاتی تھی۔ بھاگ بھاگ کر گھر کے سارے کام کرتی۔ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتی۔ گھر کے کام کاج ختم ہوتے تو سینا پرونا لے کر بیٹھ جاتی۔ اپنے اور بچوں کے کپڑے خود سلائی کرتی۔ کبھی کبھی دیگر رشتے داروں کے بھی سی دیا کرتی۔ سلائی کا کام بھی نہ ہوتا تو گھر کے کونے کھدرے صاف کرتی رہتی۔ مطالعے کا بے حد شوق تھا، سو یہ شغل بھی ساتھ ساتھ جاری رہتا۔ ہفتے میں دو بار تعلیم اور تفسیر کے حلقے میں بھی جایا کرتی۔ زندگی بہت اچھی تھی۔ ایک صحت مند اور خدمت گزار بیوی کی زندگی واقعی اچھی تھی۔

شوہر نامدار کو ایسی عادت تھی کہ جب تک بیوی آ کر پاؤں نہ دبانا شروع کرے، ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔ میں صبح وضو کر کے مصلے پر کھڑی ہوتی اور وہ آوازیں لگانا شروع کر دیتے۔ جلدی نماز پڑھو آ کر میرے پیر دباؤ، اور میں اکثر نماز کے بعد والے اذکار بھی چھوڑ دیتی اور آ کر ان کے پیر دبانے بیٹھ جاتی۔ فجر کے وقت تلاوت کا جو معمول شادی سے پہلے تھا، وہ بالکل ہی چھوٹ گیا۔ پندرہ بیس منٹ تک پیر دباتی تب کہیں جا کر وہ اٹھتے تھے اور میں ناشتا بنانے باورچی خانے کا رخ کرتی۔ دوپہر کو کھانے کے بعد جب کچھ دیر آرام کرنے لیٹتے تب بھی یہی عادت تھی۔ جب تک ان کے پیر نہ دباتی انھیں نیند ہی نہ آتی۔ گھنٹے گھنٹے ان کے پاؤں دباتی رہتی۔ خدمت کرنا اچھا بھی لگتا تھا۔ ہاتھوں میں جان تھی تو خدمت کا حق بھی ادا کرتی رہی لیکن مجھے بس ایک بات بری لگتی تھی کہ فجر کے وقت اکثر وہ مجھے مصلے پر ہی آوازیں دینا شروع کر دیتے ہیں، سکون سے نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔

پھر بھی یہ سوچ کر خاموشی سے آ کر تعمیلِ حکم میں لگ جاتی کہ شوہر کی رضا میں اللہ کی رضا ہے۔ نیز وہ ناراض ہوں گے تو گھر کا ماحول بھی خراب ہوگا۔ کئی دفعہ کہتی بھی کہ مجھے نماز تو سکون سے پڑھنے دیا کریں، نماز کے درمیان آوازیں نہ دیا کریں تو کہتے سکون سے پڑھنی ہے تو تم ذرا جلدی اٹھ جایا کرو لیکن میں کتنی بھی جلدی اٹھ جاتی، انھیں عادت پڑ چکی تھی آوازیں دینے کی۔ کئی دفعہ تو یہ بھی ہوا کہ میں تہجد کے لیے اٹھتی، جائے نماز پر کھڑی ہوتی اور اُدھر وہ پکارنا شروع کر دیتے کہ تہجد پڑھنے میں وہ ثواب نہیں جو میاں کی خدمت کرنے میں ہے، جلدی آؤ۔

اور میں حیران رہ جاتی کہ یہ سب کچھ وہ شخص کہتا ہے جس نے خود کبھی ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ جسے دین کے احکام میں صرف شوہر کے حقوق کے علاوہ کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ میں اس صورتِ حال سے تنگ آ گئی کہ تہجد بھی سکون سے نہیں پڑھنے دیتے۔ کئی دفعہ سمجھا لیا کہ ایسا مت کیا کریں مگر دین تو سارے کا سارا صرف میرے لیے تھا اُن کے لیے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اُن پر کوئی بات اثر کرتی ہی نہیں تھی۔ ایک بار تنگ آ کر اپنے بڑے بھائی سے یہ مسئلہ بیان کیا تو سن کر غصے سے بھنا اٹھے:

”کیا بوڑھا ہے، بیمار ہے، اپاہج ہے تمھارا شوہر جو یوں باقاعدگی سے ہر پہر گھنٹہ گھنٹہ پاؤں دبواتا ہے؟ بیوی کیا ملازم ہے اس کی۔ تم کیوں حکم کی غلام بنی رہتی ہو؟ کیا تمھیں انکار کرنا نہیں آتا؟“ بھائی نے الٹا مجھے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا۔

”میں انکار کیسے کروں بھائی!؟ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں اللہ میاں ناراض نہ ہو جائیں؟ مجھے گناہ ملے گا۔“ میں نے روتے ہوئے کہا۔

”ایسے نہیں ہو جاتے اللہ میاں ناراض! وہ سب دیکھتے ہیں، انکار کرنا سیکھو زہرہ جبیں! یہ دنیا اتنے سیدھے انسانوں کو نگل جاتی ہے۔“

مگر مجھ میں شوہر کو انکار کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ مجھے ان کے غصے سے ڈر لگتا تھا، سو میری زندگی یوں ہی چلتی رہی۔ گھر کو صاف ستھرا رکھنا، شوہر کی پسند کا کھانا بنانا، ان کے لیے تیار ہونا، ان کی حکم عدولی نہ کرنا اور بس ان کے آگے پیچھے گھومتے رہنا۔ برسوں یہی معمول خوش اُسلوبی سے چلتا رہا، پھر زندگی نے پلٹا کھایا۔ پینتیس چھتیس سال کی عمر ہی میں آہستہ آہستہ ایک خاموش مرض ہڈیوں کو گھن کی طرح کھانے لگا۔ تھکن بڑھنے لگی۔ کمر درد سے پھٹی جاتی مگر ہمت کر کے سارے کام پہلے کی طرح ہنسی خوشی کرنے کی کوشش کرتی رہتی۔ درد زیادہ ہوتا تو ایک درد کش گولی نگل لیتی۔

پھر آہستہ آہستہ دوا کی مقدار بھی بڑھتی گئی۔ یہ آسان حل تھا گھر بیٹھے ہر درد کا علاج ہو جاتا۔ روزانہ شام کو بخار سا محسوس ہوتا۔ سر میں درد ہونے لگتا اور دو تین گولیوں سے پھر اگلے دن تک کی مہلت مل جاتی۔

ایک بار ڈاکٹر صاحبہ کو جا کر دکھایا تو کہنے لگیں: ”علامات سے لگ رہا ہے ہڈیوں کی کمزوری ہے، دودھ پیا کریں روزانہ!“

یہ کہا اور کیلشیم کی ایک دوا بھی لکھ دی۔

گھر آ کر میاں سے کہا تو حسبِ عادت ڈانٹ کر بولے:

”رہنے دو بس، اِن ڈاکٹروں کی تو یہی باتیں ہیں۔ یہاں اور کس کے لیے دودھ کی نہریں بہ رہی ہیں جو تمھیں نہیں مل رہا۔ سب عورتیں تمھاری طرح ہی ہیں۔ ان ڈاکٹروں کا تو کام ہے اپنی دکان چمکانا۔“

میں یہ سب سن کر روایتی مظلوم بیویوں کی طرح آنسو پی کر رہ گئی۔

ہر لحظہ تری ہی گفتگو ہے!

عارف اسلام پوری

ہر لحظہ تری ہی گفتگو ہے
ہر وقت تری ہی جستجو ہے

گلزار میں ہے بہار تری
پھولوں میں ترا ہی رنگ و بو ہے

بلبل ترا نغمہ گا رہی ہے
کوئل بے تاب کو بہ کو ہے

ہر آنکھ کو ہے تری تمنا
ہر دل میں تری ہی آرزو ہے

چکر میں پڑے ہیں ماہ و خورشید
ہر ذرہ کو تیری جستجو ہے

اول آخر ہے تو ہی سب کچھ
ظاہر باطن جو کچھ ہے تو ہے

پھر چند سال اور گزر گئے۔

اچھی خوراک ملی نہ دوا، جسم میں جو جمع شدہ توانائی تھی، آہستہ آہستہ سب ختم ہوگئی، پھر یوں ہوا کہ سیڑھیوں سے اترنا چڑھنا بھی دشوار ہوگیا۔ جو کام پہلے بھاگ بھاگ کر کیا کرتی تھی اب گھسٹ گھسٹ کر ہونے لگے۔ کمرے کی جھاڑ پونچھ کرتی تو اسی میں ہانپ جاتی۔ دو چار منٹ لیٹ کر آرام کرتی پھر جھاڑو لگانا شروع کرتی۔ ابھی کمرے کی جھاڑو مکمل نہ ہونے پاتی کہ پھر بری طرح تھک جاتی۔ گھٹنے ٹوٹنے لگتے، پھر بے دَم ہوکر بستر پر گر جاتی۔ دس پندرہ منٹ بعد دوبارہ کھڑی ہوتی، یونہی رینگ رینگ کر بقیہ گھر کی صفائی مکمل کرتی۔ برتن دھونے کھڑی ہوتی تو کمر درد سے ٹوٹنے لگتی۔ آدھے دھو کر پھر آرام کرنے لگ جاتی۔ کھانا بناتے ہوئے کتنی ہی بار ہانڈی چھوڑ کے بستر پر جا لیٹتی، پھر ہمت مجتمع کر کے کھڑی ہو جاتی۔ کئی بار تو کمر کا درد اتنی شدت سے ہوتا کہ میں باورچی خانے ہی میں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی۔ اب تو نمازیں بھی مشکل سے پڑھی جاتیں۔ میاں جی کے طعن الگ بڑھنے لگے:

’’یہ کیا ہر وقت بستر پہ لیٹی رہتی ہو؟‘‘

میں کہتی کہ کام کر کے ہی تو لیٹتی ہوں تو آگے سے کہتے:

’’چلتی پھرتی رہا کرو، بس اٹھو، بھاگو دوڑو، جاؤ کوئی کام کرو۔ اپنی عمر دیکھو اور حرکتیں دیکھو، یہ کوئی عمر ہے بستر توڑنے کی؟‘‘

انھوں نے کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ زہرہ جبیں کو کیا ہوتا جا رہا ہے؟ ہر وقت متحرک رہنے والی اب ہر وقت بستر توڑنے کی فکر میں کیوں رہتی ہے؟

میری حالت دن بدن بگڑتی جاتی تھی مگر شوہر کو اتنا احساس ہی کب تھا کہ بیوی کی صحت کی طرف بھی توجہ دے۔ ایک دن چھوٹے بیٹے نے جو ابھی صرف چھے سات سال ہی کا تھا، ماں کو بری طرح کھانستے ہوئے دیکھا تو باپ سے کہنے لگا: ’’ابو جی! امی کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں ناں، کتنے دن سے ان کو کھانسی ہو رہی ہے۔‘‘

’’رہنے دو بیٹا! خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔‘‘

انھوں نے بے نیازی سے جواب دیا۔

دو تین دن اور گزر گئے تو بیٹا کہنے لگا: ’’امی جی! جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو ابو ہمیں فوراً ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں آپ کو کیوں نہیں لے جاتے؟‘‘

’’انہی سے پوچھ لو بیٹا......!‘‘ میں نے نقاہت سے جواب دیا۔

اور سات سال کا بچہ باپ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا: ’’ابو جی! امی کو ڈاکٹر پاس لے کر چلیں۔ امی کو بہت کھانسی ہے ناں، دوا کھائیں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔‘‘

بادلِ نخواستہ باپ کو ماننا پڑی اور ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔

دو چار دن باقاعدگی سے دوا لی تو کھانسی اور بخار میں افاقہ ہوا مگر ہڈیاں جو پہلے ہی کمزور تھیں اب اور بھی احتجاج کرنے لگیں۔

بیماری اور کمزوری نے اندر سے بالکل توڑ کر رکھ دیا۔ ہڈیوں میں مسلسل ہلکا ہلکا درد رہتا تھا جس کی وجہ سے جسم ٹوٹا پھوٹا سا رہتا۔ بس درد کشا دوا کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی جو چند گھنٹوں کے لیے ہر دکھ درد کا خاتمہ کر دیتی تھی۔ اب تو آئے دن بخار اور کھانسی جکڑے رکھتی۔ قوت مدافعت بالکل ختم ہو کر رہ گئی۔ سر کا درد زندگی کا ساتھی بن گیا۔ گھر کے اندر چلنا پھرنا بھی دوبھر لگتا۔ سیڑھیاں اترنے چڑھنے کی تو ہمت ہی نہیں رہی۔ گھٹنوں پر زور ہی نہیں دیا جاتا تھا۔

اُدھر میاں صاحب کو الگ شکایتیں رہتیں کہ یہ کیسی بیوی ہے میری خدمت ہی نہیں کرتی۔ بعض اوقات یہ شوہر کتنے بے حس ہو جاتے ہیں ناں؟ جو خود خدمت کی محتاج ہے، اُس سے کیا خدمت لینے کی امید کی جائے!

اب صبح اٹھ کر میاں کے پاں دبانے بیٹھتی تو کلائیوں کے جوڑ بری طرح دُکھنے لگتے، پھر ان ہاتھوں میں ناشتے کے لیے پراٹھے بیلنے کی قوت نہیں رہتی تھی۔ ایک دن تنگ آ کر کہہ ہی دیا کہ یا تو پاؤں دبوالیں یا پراٹھے کھالیں۔ اب زہرہ جبیں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ آپ کی خدمتیں بھی کرے اور گھر بھی سنبھالے۔

’’ہونہہ نافرمان عورت! یہی سکھایا ہے تمھیں تمھارے دین نے؟ تم کیا سمجھتی ہو نمازیں پڑھ کر، روزے رکھ کر جنت میں چلی جاؤ گی، دیکھنا تم کیسے پکڑی جاتی ہو شوہر کے حقوق میں۔‘‘

اور اس دن میں اُن کی بات سن کے اللہ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

’’جب میرے بس ہی میں نہیں تو میں کہاں سے خدمتیں کروں میرے مولا!؟ مجھے صحت وتندرستی عطا فرما دے تا کہ میرا گھر خوش اُسلوبی سے چلتا رہے۔‘‘

لیکن قسمت میں ابھی آزمائشیں لکھی تھیں، ابھی تو اور بیمار ہونا تھا۔

دن بدن صحت گرتی چلی گئی۔ جلد ہی اٹھنے بیٹھنے کی ہمت بھی نہ رہی۔ زمین پر بیٹھ جاتی تو اٹھنا محال ہو جاتا۔ ایک سیڑھی چڑھنا بھی قیامت لگتا۔ رات کو سو رہی ہوتی تو کروٹ بدلتے ہوئے بھی گھٹنوں میں درد کی شدید لہریں اٹھتیں۔ ہاتھوں سے پکڑ کر گھٹنوں کو سہارا دے کر کروٹ بدلتی۔

اب میری برداشت سے یہ سب باہر ہوتا جا رہا تھا۔ تنہائی ملتی تو رو رو کر ہلکان ہو جایا کرتی تھی۔ بال بہت تیزی سے جھڑنے لگے۔ نہ صرف جھڑنے لگے بلکہ روکھے اور بے جان بھی ہو گئے۔ ناخن بھی بھربھرے سے ہو گئے۔ سارے ناخنوں پر باریک باریک لکیریں پڑ گئیں۔ آنکھیں بے رونق ہو گئیں، ذرا بھی چمک باقی نہیں رہی۔ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتی تو سوچتی رہ جاتی یہ میں ہوں؟ کیا تھی اور کیا ہو گئی؟

ایک دن بیٹھے بیٹھے یونہی خیال آیا کہ کیا خواہ مخواہ کی مظلومیت طاری کر رکھی ہے خود پر۔ تم کیا چھوٹی بچی ہو جو خود کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جا سکتیں؟ اٹھو ہمت کرو شاباش!

تب اپنی پڑوسن کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس گئی۔ اس نے حالت دیکھی تو کئی ٹیسٹ لکھ دیے۔ کافی رقم درکار تھی۔ میاں سے ذکر کیا تو حسب عادت چار باتیں سنائیں مجھے بھی اور ڈاکٹر کے لیے بھی کہ سب پیسے بٹورنے کے بہانے ہیں۔ اِن ڈاکٹروں کو اور آتا ہی کیا ہے بس ٹیسٹ کرواتے رہتے ہیں۔ اسی لیے میں منع کرتا ہوں ڈاکٹر کے پاس جانے سے لیکن تمہیں تو بس اپنی چلانی ہوتی ہے۔''

جب یہاں سے بات بنتی نظر نہیں آئی تو بھائی کو فون کیا اور بتایا کہ ٹیسٹ کروانے ہیں لیکن میرے پاس پیسے نہیں۔ وہ بولے فکر نہ کرو میری بہنا! میں ابھی بھیجتا ہوں، تم تسلی سے اپنا علاج کرواؤ۔ رپورٹیں آئیں تو پتا چلا خون بھی کم ہے کیلشیم بھی لیکن جو چیز سب سے خطرناک تھی وہ یہ کہ وٹامن ڈی بالکل ختم ہو چکا تھا بدن میں۔ اسی کی وجہ سے یہ سب تباہ کاریاں ہو رہی تھیں۔

بھائی مجھے پیسے بھیجتے رہے میں اپنا علاج کرواتی رہی۔ اب کافی بہتری آ گئی تھی مگر بالکل ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا کسی ٹوٹی ہوئی چیز کو دوبارہ جوڑ دیا ہو اور کسی بھی وقت دوبارہ ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے میں البتہ آسانی ہو گئی تھی۔ گھر کے کام بھی پھر سے انجام دینے لگی لیکن کمر کا درد جیسے زندگی کا ساتھی بن گیا کہ جاتا ہی نہیں۔ اب وہ پہلے کی سی جان نہیں رہی۔ ہڈیاں بھربھرے پن کا شکار ہو گئیں، پٹھے کمزور ہو گئے، گردن کے مہرے گھس گئے، حافظہ خراب ہو گیا، بہت جلد تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ مستقل دوائیں کھانی پڑتی ہیں۔ بار بار وٹامن ڈی کا لیول کم ہو جاتا ہے۔ ہلکی پھلکی ورزش، دھوپ، دوائیں، غذائیں سب کچھ مل کر بھی میری کھوئی ہوئی صحت کو واپس نہیں لا سکتے۔ بس اب یہ سوچ کر دل کو تسلی دے لیتی ہوں کہ شاید تقدیر میں ایسے ہی لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ آخرت کی منزلیں آسان فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرمائے کہ وہاں کوئی غم ہوگا اور نہ بیماری۔

سچ کہتی ہوں یہ سوچ کر انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ جنت میں کوئی بیماری نہیں ہوگی۔ ہر وقت صحت، تندرستی اور ساری نعمتیں بڑھتی ہی جائیں گی۔ وہاں ہڈیوں کے ٹوٹنے پھوٹنے اور معذور ہو جانے کا خطرہ بھی نہیں ہوگا۔ زندگی کتنی خوب صورت ہوگی۔ خوش و خرم اور خوش حال۔

جس دن طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے یوں لگتا ہے جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔ دل شاد ہو جاتا ہے۔ گھر کے کئی کام نمٹا لیتی ہوں جو التوا میں پڑے ہوتے ہیں۔ بچے بھی خوش ہوتے ہیں دیکھ کر کہ واہ امی جی آج تو بڑی کھلی کھلی نظر آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری امی کو نظر بد سے بچائے، آمین!

کبھی کبھی خواتین کی ایسی باتیں سامنے آتی ہیں کہ:

ہائے ہمیں اتنا کام کرنا پڑتا ہے، گھر میں اتنے افراد ہیں، ذرا فرصت نہیں ملتی۔ صبح سے شام ہو جاتی ہے لگے لگے۔ رات کو تھک کر بستر پر لیٹیں تو ہی سکون ملتا ہے، دن میں کمر ٹکانے کو بھی وقت نہیں ملتا۔

میں اُن کی باتیں سنتی ہوں تو ایک حسرت سی دل سے لپٹ جاتی ہے۔ کس طرح صبح سے شام تک کام کر لیتی ہیں یہ خواتین! میرا دل چاہتا ہے میں اُن سے کہوں کہ رب کا شکر ادا کرو جس نے تمھیں اتنی ہمت، طاقت اور قوت دی ہے۔ صحت و تندرستی عطا کی ہے کہ اپنے سارے کام خوش اُسلوبی سے نمٹا لیتی ہو۔ مجھے دیکھو میں ترستی ہوں کہ پہلے کی طرح اپنے گھر کے کام کاج کر سکوں لیکن نہیں کر سکتی۔ مجھے تمھاری مصروفیت پر رشک آتا ہے۔

ہاں واقعی مجھے ان خواتین پر رشک آتا ہے!

میں جو ہر تھوڑی دیر بعد سارے کام چھوڑ چھاڑ کر لیٹ جاتی ہوں کہ میری ہمت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بس اب تو عمرِ رفتہ ایسے ہی گزر رہی ہے کبھی ہنستے کبھی روتے۔ نجانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے!

آخری بات یہی کہوں گی کہ بیماری سے پہلے صحت کی قدر کرنی چاہیے۔ اگر آپ کو کسی ناقدرے اور بے حس خاوند کا ساتھ بطور آزمائش ملا ہے تو بھی اپنی صحت، عزت، ایمان و اعمال کی نکیل اسی کے ہاتھ میں نہ چھوڑ بیٹھیے۔ نافرمانی اور لڑائی کیے بنا اپنے بدن اور اپنی صحت کا حق بھی ادا کیجیے۔ کسی بھی طرح اپنے علاج سے غفلت نہ برتیے۔ آپ صحت مند رہیں گی تو بے درد شوہر کی بھی خدمت کر سکیں گی، اپنی اولاد کی بھی بہترین تربیت کر سکیں گی، آخرت کی تیاری بھی کر سکیں گی اور کسی کی محتاجی سے بھی بچیں گی!

☆☆☆

جنتیوں کے سینے صاف ہوں گے!

امام سدّی رحمہ اللہ تعالیٰ سورہ اعراف کی اس آیت کے حوالے سے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہم جنتیوں کے سینوں سے کینہ نکال دیں گے، لکھتے ہیں:

''جنت والوں کو جب جنت کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ بابِ جنت کے پاس دو چشمے پائیں گے۔ ان میں سے ایک چشمے سے وہ پانی پئیں گے تو ان کے سینے، کینے سے پاک کر دیے جائیں گے۔ یہ شراب طہور (پاک پانی) ہوگا۔ دوسرے چشمے سے وہ غسل کریں گے تو ان پر نعمتوں کی تر و تازگی ظاہر ہو جائے گی۔ اس کے بعد نہ تو وہ کبھی پراگندہ ہوں گے اور نہ ہی ان کا جسم اور رنگت کبھی متغیر ہوگی۔''

مرسلہ: ام ایمن۔ گوجرانوالہ

جیسے کو تیسا

اہلیہ راشد اقبال

''ویسے حرا مکھن لگانے کا بھی ناں ایک الگ مزہ ہے! بندے کا رنگ دیکھا کرو، اپنے اصل رنگ کے بجائے ہر رنگ میں غوطے کھاتا نظر آتا ہے۔ مجھے تو بھئی بڑا ہی مزہ آتا ہے۔''

سنبل نے لال لال سیب کا بڑا سا ٹکڑا منہ میں ٹھونستے ہوئے کہا۔

''سنبل! ذرا ہوش میں آجاؤ۔ فضول بک بک کر کے سوائے کان کھانے کے علاوہ کچھ نہیں کرتی ہو تم، تمھیں پتا بھی ہے مجھے یہ قمیص آج ہی پوری سی کر رشیدہ آنٹی کو واپس کرنی ہے، مگر تمھارے مکھن اور گھی کے چکر میں ناں ہاتھ سے پھسلے جا رہی ہے۔''

''ہی ہی...... دیکھا تم جیسی سمجھ دار اور بردبار سی حرا بھی گھی اور مکھن کے چکر میں پڑ گئی، پھر وہ بھابی کی امی میری مکھن کی ٹکیہ میں گرنے سے کیسے بچ سکتی ہیں!''

''مگر تم، بے چاری تمھاری ہونے والی بھابی کی امی کو آخر مکھن کی ٹکیہ میں پیوست کرنے پر کیوں تُل گئی ہو، آخر انھوں نے بگاڑا کیا ہے تمھارا؟''

حرا الجھے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھنے لگی۔

''ہونہہ......'' سنبل نے جواب میں لمبا سانس کھینچا۔ ''اب آئیں ناں تم اصل مدعے پر، مگر میں تمھیں آخر کیوں بتاؤں؟''

سیب کا بیج منہ سے نکال کر سنبل نے اس کی طرف اچھالتے ہوئے نخرہ دکھایا۔

''تمھارے پیٹ میں جو مروڑ ہو رہی ہے ناں، میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔ بتائے بنا تم رہو گی نہیں، سو سیدھی طرح بتا دو، اِدھر اُدھر کی ہانکنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''دراصل امی کہہ رہی تھیں، ثمرہ بھابی کے میکے میں بہت اچھے اچھے رشتے موجود ہیں، ذرا اُن کی آؤ بھگت کیا کرو، کوئی کھجور کا اٹکا تمھاری جھولی میں بھی گر سکتا ہے۔ اِس لیے ثمرہ بھابی کی امی کو کل جو میں نے مکھن لگایا تو مزہ ہی آگیا۔ انھوں نے تو فٹافٹ مجھے اپنی بیٹی ہی بنا لیا۔ ہر بات میں سنبل بیٹا، سنبل بیٹا پکارے جا رہی تھیں...... ہاہاہا!''

''بس کردو سنبل! وہ تمھیں اپنی بیٹی کی نند ہونے کی وجہ سے اہمیت دے رہی ہوں گی اور تم بلاوجہ ہی ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔''

''حرا! تم تو بدھو کی بدھو ہی رہنا، اُن کے بدذائقہ کھانوں کی میں نے کتنی تعریف کی۔ کھچڑی جیسی بریانی پر میں واہ واہ کر رہی تھی۔ رائتہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا اور میں یہ کہہ کر مزے مزے سے کھا رہی تھی کہ آنٹی میرا تو ہاتھ ہی نہیں رک رہا۔''

''اف توبہ ہے سنبل! اچھا خاصا کھانا تھا، بلاوجہ کی برائی اچھی بات نہیں ہے۔''

''تم تو بس رہنے ہی دو، ہر چیز پر سمجھوتا کرنے والی لڑکیاں مجھے ویسے بھی بہت بری لگتی ہیں اور تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔ سب بہت اچھا تھا، سب بہت اچھا ہے، بھئی خاک اچھا تھا۔ بے وقوف! وہ تو میں جو 'اچھا اچھا' کی رٹ لگا رہی تھی، ثمرہ بھابی کی امی کو متاثر کرنا تھا بس۔''

''حد ہوتی ہے سنبل!''

حرا قمیص میں بٹن ٹانکتے ہوئے اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہی تھی۔

''اور تم نے بھابی صاحبہ کا میک اپ دیکھا تھا۔ سانولے رنگ پر اتنا فیس پاؤڈر تھوپا ہوا تھا، لگ رہا تھا آٹے میں منہ دے کر آئی ہیں محترمہ! اس پر لال لپ اسٹک، اف عجیب کارٹون میک اپ تھا۔''

''سنبل! ایک بات تو بتاؤ، ثمرہ بھابی اور ان کے گھر والے تمھیں اتنے ہی ناپسند ہیں تو یہ شادی ہو کیسے رہی ہے؟ اپنے بھائی کا رشتہ کیوں کیا ہے وہاں؟''

''بھئی قسمت میں لکھا تھا، ہو گیا۔ امی کہہ رہی تھیں اُن کی ایک بیٹی لا کر، ہم اپنی بیٹیاں اُن کے گھر لگا سکتے ہیں۔ میں تو تمھیں بھی کہہ رہی ہوں، تم میری چچازاد ہو، ذرا کچھ طور طریقے سیکھ لو لوگوں کو اپنا بنانے کے، کچھ مکھن گھی مجھ ہی سے ادھار لے لو، تمھارا بھی اچھی جگہ رشتہ ہو جائے گا۔

امی کہتی ہیں یہ جو لڑکوں کی مائیں ہوتی ہیں ناں! ان کو چاپلوس، سگھڑ، سلیقہ مند، سعادت مند، سمٹی لپٹی، آنکھیں جھکائی لڑکیاں خوب بھاتی ہیں، چالاک، تیز طرار، بدزبان، پھوہڑ لڑکیوں سے یہ کوسوں دور بھاگتی ہیں۔ بوندی لڑکیاں اُن کی فیورٹ ہوتی ہیں، کیونکہ انھیں کٹھ پتلی بہو چاہیے ہوتی ہے جو ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کر لے اور یہ گھر کی ریاست پر تاعمر حکومت کرتی رہیں، لہٰذا اب ہم تو ان کی ڈیمانڈ پر پورا نہیں اتر سکتے تو اچھے رشتوں کے لیے یہ چاپلوسی والا راستہ برا نہیں ہے۔''

''کیا سوچ ہے بھئی تمھاری! نصیب اور قسمت پھر کہاں گئی، جو ملنا ہوتا ہے مل ہی جاتا ہے، یہ سب بے کار سی باتیں ہیں۔''

''تم تو ناں بس سلائیاں ہی کرتی رہو، میرے ساتھ رہ کر بھی کچھ نہ سیکھنا۔''

سنبل منہ بناتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

سنبل کے جانے کے بعد حرا سوچنے لگی کہ چاچی جان نے کیا ثمرہ بھابی میں بھی اپنی گنوائی یہی خصوصیات دیکھی ہیں؟

☆......☆

حرا اور سنبل چچازاد بہنیں تھیں۔ دونوں بھائی ایک ہی ساتھ ایک ہی گھر میں الگ الگ پورشن میں رہتے تھے۔ سنبل کے بھائی کی شادی ہونے والی تھی اور وہ مزے مزے سے نئے نویلے قصے حرا کو آ کر سناتی رہتی تھی۔

سنت کا پرچار کرو!

اثر جونپوری

چاہتے ہو گر گلشنِ مولیٰ، نفس کا جنگل پار کرو
جنت کے گر طالب ہو تم، سنت کا پرچار کرو
سبحان اللہ پڑھ پڑھ کر تم نخل لگاؤ جنت میں
خرچ کرو اللہ کے گھر میں، خلد میں گھر تیار کرو
سائل بن کر ناز اٹھاؤ پاؤ دنیا میں عزت
علم کے حاصل کرنے میں تم جیتے جی مت عار کرو
حسن کی بالادستی اہلِ عشق کی پستی زندہ باد
جیت اسی میں مضمر ہے تم تسلیم اپنی ہار کرو
چھوٹی بحر کے شعروں کو محفوظ سبھی کر لیتے ہیں
ذوق و شوق اگر ہے تم میں یاد تو یہ اشعار کرو

☆☆☆

سنبل، کرن اور احمد تین بہن بھائی تھے، جبکہ حرا اور ہانیہ دو بہنیں تھیں۔ پتا نہیں کیوں چاچی جان ہمیشہ اچھے رشتوں کے چکر ہی میں پڑی رہتی تھیں۔ احمد بھائی سب سے بڑے تھے، ان کی شادی ثمرہ بھابی سے ہونے والی تھی اور لگتا تھا چاچی جان کو گھر کی ساری لڑکیوں کو کھونٹے سے باندھنے کے علاوہ کسی اور بات کی فکر نہیں تھی۔ چلو کسی نہ کسی دائرے میں ان کی فکر کو صحیح سمجھا جائے مگر ان کی پالیسی ہرگز قابلِ ستائش نہیں تھی۔ ہر وقت لڑکیوں کو چاپلوسی کا درس دیتی رہتیں کہ بیٹوں کی ماؤں کے آگے پیچھے رہا کرو، تاکہ خوب اچھے رشتے گھر کا رخ کریں۔ یہی باتیں اکثر وہ حرا کی امی سے کرتی رہتیں کہ اپنی بیٹیوں کو طور طریقے سکھاؤ تاکہ اچھے رشتے آسکیں۔

حرا کی امی طبیعتاً کچھ مختلف تھیں مگر تھیں تو بیٹیوں کی ماں سو اُن کی باتوں میں آجاتیں کہ تمھاری چاچی جان صحیح کہہ رہی ہیں۔ اچھے رشتوں کے لیے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، ورنہ تو گھر بیٹھے صرف ہاتھ ہی ملے جاسکتے ہیں۔

حرا اور اس کی بہن جو کہ ابھی صرف پندرہ سال کی تھی اس عجیب منطق سے الجھ جاتیں۔ اس بات سے ان کی اپنی شخصیت مجروح ہوجاتی تھی کہ آخر وہ خود کیا ہیں؟ کیسے رہتی ہیں، کیسے سوچتی ہیں، کیسے زندگی گزارنا چاہتی ہیں؟ سب خلط ملط ہوجاتا۔

گھریلو سیاسی اصولوں نے کئی خاندانوں کو ان کی اصل فطرت، سوچ، رواداری، تہذیب سے بالکل ہٹا دیا ہے۔ مصنوعی سوچ، مصنوعی رشتے، ہر چیز سے اخلاص اٹھتا جارہا ہے۔

☆......☆

ثمرہ کی امی اور ثمرہ رات کی دعوت کی تھکان اتارنے میں مصروف تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ مہمانوں پر تبصرے جاری تھے، جو اکثر خواتین کی گھر میں ہوئی دعوت کے بعد گفتگو کا حصہ ہوتے ہیں۔

''امی! ویسے میری سہیلیاں کافی تعریف کررہی تھیں میرے سوٹ اور میرے میک اپ کی۔ سب پوچھ رہی تھیں کہ کس پارلر سے تیار ہوئی ہو، انھیں تو یقین ہی نہیں آرہا تھا، جب میں نے بتایا بھئی گھر میں خود ہی میک اپ کیا ہے۔''

''ہاں کیوں نہیں! میری بچی کے چہرے پر نور ہی اتنا ہے، وہ بھی چمکتا ہوگا ناں! اور وہ تمھاری نند کیا نام ہے اس کا؟''

امی نے اس کا نام یاد کرتے ہوئے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

''سنبل۔'' ثمرہ نے یکدم جواب دیا۔

''ہاں سنبل! وہ بھی کتنی تعریف کررہی تھی تمھاری کہ بھابی کتنی پیاری لگ رہی ہیں، بھابی سے تو میک اپ سیکھنا پڑے گا!''

’’ہاں امی مگر مجھے اُس کی باتیں کچھ مصنوعی سی لگتی ہیں جیسے چہرے کے تاثرات اور باتوں میں کوئی ربط نہ ہو۔ کہنا کچھ چاہتی ہو اور کہہ کچھ رہی ہو۔‘‘

’’ہم تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ سچ بتاؤں مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھائی، عجیب چاپلوس قسم کی لڑکی ہے، ہر بات میں اتنا تکلف برتتی ہے کہ سامنے والے کو گھبراہٹ شروع ہو جائے۔‘‘

’’جی ہاں، ماں بیٹی سب ایسے ہی ہیں، مصنوعی سے، چاپلوس قسم کے، بہت میٹھے، مگر اُن کے چہرے اُن کی زبان کا ساتھ نہیں دے رہے ہوتے۔‘‘

’’ہاں تم نے دیکھا تھا ناں سنبل کو، آنٹی آنٹی کہتے اس کی زبان نہیں تھک رہی تھی، سارے مہمان حیران تھے کہ ثمرہ کو نندیں کتنی اچھی ملی ہیں، لیکن میں بھی خوب سمجھتی ہوں ایسی آؤ بھگت اور چاپلوسیوں کو، اب ہماری تو مجبوری ہے ابھی ان کی ہاں میں ہاں ملانا، تمھارے سسرال والے جو ٹھہرے۔‘‘

’’ویسے امی! آپ کو کیا لگتا ہے، یہ آؤ بھگت کیوں ہو رہی ہے وہ بھی لڑکے والے ہو کر؟‘‘ ثمرہ نے کہا۔

’’بھئی اور کیا ہوگا، ہمارے گھر میں خوب صورت ہونہار، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے لڑکے دیکھ لیے ہیں انھوں نے۔ تب ہی تو تمھاری ساس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے منہ سے ہی اپنی بیٹیوں کے رشتوں کی بات کر لیں۔ کئی بار اشاروں میں بات کر چکی ہیں محترمہ۔ یہ سب اچھا بننے کا ڈرامہ ہوتا ہے، دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے، سعادت مند، اطاعت گزار، سگھڑ، بااخلاق بن کر دکھانا تاکہ سب کی نظروں میں سما سکیں، لیکن ہم نے بھی کیا یہ بال دھوپ میں سفید کیے ہیں جو اپنے ہونہار بچوں کے لیے ایسی تیز طرار اور چاپلوس قسم کی لڑکیوں کا انتخاب کریں۔ کرنے دو انھیں آؤ بھگت، ہمارا کیا جاتا ہے۔‘‘

’’ویسے امی! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، ایسے چاپلوسوں کو دودھ میں مکھی کی طرح اور مکھن میں بال کی طرح کیسے نکالا جاتا ہے میں خوب جانتی ہوں۔ انہی کے لگائے گئے مکھن سے انھیں نکال باہر نہ کیا تو میرا نام بھی ثمرہ نہیں...... اور وہ حرا دیکھی تھی ان کی کزن۔ وہ بھی کتنی مغرور سی تھی۔ ہر بات میں جواب دینے کے بجائے صرف مسکرا دیتی ہے لگتا ہے گونگی ہے اور دوسری بے تحاشا چاپلوس۔‘‘

’’ارے بھئی رہنے دو، تمھیں بس اپنا الو سیدھا رکھنا ہے، باقی جائیں بھاڑ میں۔‘‘

دونوں اماں بیٹیاں خوب دل کھول کر سسرالیوں کا مذاق اڑا چکی تھیں۔

☆......☆

جیسی سوچ والوں کو ویسی ہی سوچ والے مل چکے تھے۔ لوگ دوسروں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر دراصل وہ خود کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں۔

نیت کا کھوٹ نصیبوں میں کھوٹ پیدا کرنے کی مہارت رکھتا ہے، لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں۔ سنبل اور حرا کی امی جس نیت سے امید لگائے بیٹھی تھیں خالی ہاتھ ہی رہ گئیں۔ ان کے خالی ہاتھ گھر کے سکون کو ختم کرنے کے لیے خالی ڈھول پر بجنے لگے۔

ہماری غلط سوچوں کے تار، غلط تاروں سے جوڑے ہوتے ہیں، اسی لیے گھروں میں اندھیرے چھائے رہتے ہیں۔

غلط نیت سے ملنا، غلط تاثرات پیدا کرنا، غلط گمان رکھنا، بلاوجہ کی تواضع، بناوٹ، تکلف سے خود کو مشکل میں ڈالنا، اپنی شخصیت کو خود مجروح کرنا، خود کو دنیاوی دکھاوے کے لیے لوگوں کے سامنے سنوار کر پیش کرنا کہ واہ واہ ہو سکے، سب دھوکا ہی تو ہے۔

کسی بھی سچے اور کھرے انسان کو من گھڑت کہانیوں، جذبوں، رویوں اور لہجوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سچی اور اچھی نیت تو صبح کی کرن کی طرح ہوتی ہے جو ہر سمت خود بہ خود پھیلتی جاتی ہے۔ اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ روشنی ہے، لوگ خود ہی مان لیتے ہیں کہ وہ روشن صبح ہے!

ہاں تاریکی ضرور چیخ چیخ کر بتاتی ہے کہ مجھے روشنی کی ضرورت ہے اور وہ ایسے ہی حیلے بہانے تلاش کرتی نظر آتی ہے۔

☆☆☆

عجز و انکسار

بنت اقبال

ظہر کے بعد کا وقت تھا۔ میں اور بریرہ چھت پر اخروٹ بادام توڑ کر کھا رہے تھے۔ بادام توڑتے توڑتے بریرہ اچانک کہنے لگی کہ باجی! کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ بادام اوپر سے اتنا سخت ہوتا ہے کہ چھ سات بار ہتھوڑی مارنے سے ٹوٹتا ہے اور اندر بادام کا صرف چھلکا ہوتا ہے یا پھر چھوٹا سا بادام ہوتا ہے، جبکہ کچھ بادام ایک ہی بار ہتھوڑی مارنے سے ٹوٹ جاتے ہیں اور ان میں اتنا اچھا میٹھا بادام ہوتا ہے۔‘‘

بریرہ کی بات سن کر مجھے بے اختیار اپنے محترم استاد جی کی بات یاد آ گئی۔

میں نے کہا: ’’ہاں بریرہ! یہی بات ہے، جس انسان کے اندر اچھی صفات نہیں ہوتیں وہ بہت بڑبولے ہوتے ہیں، شوخیاں مارتے ہیں اور جس انسان کے اندر اچھی صفات ہوتی ہیں وہ ظاہر میں عجز و انکسار اختیار کرتے ہیں، سو باطن ہی اصل ہے۔

مجھے اپنے محترم استاد جی کی بات یاد آئی کہ انھوں نے بھی ایک مرتبہ عجز و انکسار کے بارے میں اسی طرح سمجھایا تھا۔ ہوا کچھ یوں کہ ایک بار استاد جی پردے میں سبق پڑھا رہے تھے کہ استاد جی کی بیٹی اُن کے لیے چائے لے کر آ گئیں اور اس سے پہلے ہم بھی استاد جی کو چائے دے چکے تھے جو کہ استاد جی نے پی بھی لی تھی اور خالی کپ پاس رکھا تھا۔

استاد جی کی بیٹی کہتیں ابو جی یہ کپ کہاں سے آیا؟

تو استاد جی فرماتے کہ مجھے لگا آپ ہی نے چائے بھیجی ہے تو میں نے پی لی۔

اب ایسا کرو کہ یہ چائے آپ طالبات کو دے دو اور پھر یہ کپ لے جانا۔ جب وہ کپ واپس لے کر جانے لگیں تو پلیٹ چھوٹی تھی اور کپ دو تھے۔ انھوں نے ایک کپ کو کھڑا کر کے رکھ دیا اور ایک کپ کو الٹا کر رکھ لیا۔ اب جب چلنے لگیں تو جو کپ کھڑا کر کے رکھا تھا وہ ہلنے لگا تو استاد جی فرمانے لگے کہ دیکھو بیٹا! جس کے اندر عجز ہے ناں جو نیچے لیٹا ہوا ہے وہ نہیں گرے گا اور جو کھڑا ہے کہ بس میں ہی بڑا ہوں تو یہ گر جائے گا، اس لیے بندے میں عجز ہونا چاہیے۔

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا کہ بیٹا بات بات پہ غصہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ غصہ خلافِ مرضی کام ہونے پر ہی آتا ہے تو یہ سوچ لیا کرو کہ میں خدا تھوڑی ہوں جو میری مرضی سے ہی سب ہو، میں تو ہوں ہی کمزور سی بندہ تو میری مرضی سے کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جب اس طرح اپنے اندر انکساری لے آؤ گے تو غصہ نہیں آئے گا اور نہ ہی تکبر جیسی بری عادت اور گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوں گے جس کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔

☆☆☆

جبیں چیمہ

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

7

لیلیٰ بت بنی سب کے چہرے تک رہی تھی، تبھی دروازے پر کھٹکا ہوا۔

اس نے سہم کر دروازے کی طرف دیکھا۔

دروازے پر اس کا خاوند ناصر کھڑا تھا۔ اس نے مارے خوف کے آنکھیں بند کرلیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو ناصر اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ چہرہ اندر کی تپش سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر آنسو کی لڑیاں تھیں۔

''آؤ بابا اور ابراہیم کو رخصت کریں۔ جنت انھیں آوازیں دے رہی ہے اور رحمت کے فرشتے انھیں گھیرے ہوئے ہیں۔'' ناصر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کیا۔

لیلیٰ بے اختیار اس کے ساتھ لگ کر سسکنے لگی۔

''نہیں لیلیٰ! شہیدوں کو رویا نہیں کرتے، چلو انھیں رخصت کرتے ہیں۔''

ناصر نے اس کا سر تھپکا۔

''کیوں خالہ!'' وہ لیلیٰ کی امی کی طرف مڑا۔

''بے شک بیٹا! یہ دنیا تو مومن کے لیے قید خانہ ہے۔''

لیلیٰ کی امی مضبوط لہجے میں بولیں۔

''شکر کرو ابا کی آزمائش ختم ہوئی، اب وہ اپنی مرضی کی زندگی گزاریں گے، جو چاہیں گے پائیں گے، یہاں اُن کے لیے کیا رکھا تھا؟'' لیلیٰ کے دل کو اچانک قرار آ گیا۔ واقعی یہاں اُن سب کے لیے کیا رکھا تھا۔ آزمائشیں ہی آزمائشیں تھیں۔ ان کے سینے میں حلیمہ کو لے کر کتنا بڑا گھاؤ تھا۔

اس نے جھرجھری سی لی۔

''ابا کی زندگی پر نظر ڈالو لیلیٰ!'' ناصر پھر بولا۔ ''آئے دن اُن کے مدرسے پر بمباری ہوتی تھی۔ تمھارے ابا لاشیں اٹھا اٹھا کے تھک گئے تھے۔ تم ہی بتاؤ کیا تم نے اپنی ساری زندگی میں اپنے ابا کو کبھی کھل کر ہنستے دیکھا؟ نہیں ناں۔ تو آؤ پھر ان دونوں کو رخصت کریں کہ جنت کی ابدی راحتیں ان کی منتظر ہیں۔ فرشتے ان کے اعزاز میں عید کی دعوت کا انتظام کرتے پھرتے ہیں اور یہ عید اُن کے لیے کتنی شاندار ہونے والی ہے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ذرا دیکھو وہ سرخ رُو ہو کر آزمائش میں پورے اتر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہیں۔ آؤ کہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن کے منتظر ہیں۔''

''مگر ابراہیم تو ابھی بہت چھوٹا تھا۔ اس نے تو ابھی دنیا میں کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔''

ابراہیم کا سوچ کر لیلیٰ کا صبر کا پیمانہ پھر چھلک اٹھا۔

''تمھارا کیا خیال ہے کہ اللہ غافل ہے؟ کیا وہ یونہی چھوڑ دیے جائیں گے۔ نہیں بالکل نہیں، بس یہ چند دن کی ہماری آزمائش اور چند دن کی کفر کو ڈھیل ہے۔ اس کے بعد ظالموں سے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا۔ بے شک وہ رب بڑا سریع الحساب ہے۔''

لیلیٰ کے آنسو ناصر کو تکلیف دے رہے تھے۔

''مگر عید کے دن وہ نئے کپڑے پہن کے عید کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ میں نے تو ابھی اس کو جی بھر کے دیکھا بھی نہیں تھا۔''

''ارے کمال ہے، اتنے عظیم ابا کی اتنی کمزور بیٹی!''

قاسم اسے تھامے باہر لے آیا۔

''تم کیسے اتنی کمزور ہو سکتی ہو اور پھر تم ابا اور ابراہیم کی فوز العظیم پر رو رہی ہو۔ ابھی ابھی تو ان کا نتیجہ سامنے آیا ہے۔ ابھی ابھی تو ان کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ کیا خالق نے کسی اور چیز کو بھی فوز العظیم کہا ہے؟ یہ لوگ دنیا کے اِس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔''

قاسم اسے اور امی کو لے کر باہر آیا تو لیلیٰ کے سینے میں دہکتی آگ پر جیسے کسی نے پانی ڈال دیا۔ اس نے ابراہیم کے ماتھے کو بوسہ دیتے ہوئے کہا: ''میرے بچے! تمھیں جنت میں جانے کی جتنی جلدی تھی ناں، تمھارے رب کو بھی تمھیں اپنے پاس بلانے کی اتنی ہی جلدی تھی۔ جاؤ میں نے تمھیں تمھارے مالک کو سونپا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ جاؤ ان کے ساتھ عیدیں مناؤ مگر انھیں ہمارا سلام عرض کر دینا۔''

جنازہ اٹھنے لگا تو دونوں بیٹیاں ابا کو دیکھ کر ایک بار پھر رو دیں۔

''ابا! آپ نے کیوں ابراہیم کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنایا۔ کم از کم آپ کو تو کچھ نہ ہوتا۔ ابا ابھی تو ہم اچھی طرح ملے بھی نہیں۔ میں نے کتنی ہی باتیں آپ کو بتانی تھیں۔ کتنی باتیں اَن کہی رہ گئیں۔'' لیلیٰ ابا کا بازو پکڑ کر رو رہی تھی۔

''لیلیٰ! ابا کی شہادت یونہی لکھی تھی۔ شہادت پر اگر مگر کیسا اور پھر اس قفس میں رکھا ہی کیا تھا۔'' قاسم بولا پھر اپنی امی سے کہا کہ ان کے اوپر چادر ڈالیں، اور اب انھیں اجازت دیں۔

تب وہ اپنے خاوند کے چہرے پر جھکیں۔ چند لمحے انھیں غور سے دیکھتی رہیں پھر بولیں:

''آپ کو شہادت کا اعلیٰ رتبہ مبارک ہو۔ میں آپ کی راہ پر ثابت قدم رہوں گی اور جلد آ کر ملوں گی۔''

خون سے تر کپڑوں میں خون سے تر نیچے بچھی ہوئی چادروں سمیت لوگ انھیں لے گئے تھے۔ انھی خون آلود کپڑوں میں زخم زخم جسموں کے ساتھ تدفین ہو گئی۔

☆......☆

تدفین کے بعد شہدا کے خاندان کے لوگ ایک ہی گھر میں اکٹھے ہو گئے تھے، جس کے پاس جو کچھ تھا اس نے دسترخوان پر لا کر رکھ دیا تھا۔ سب ایک دوسرے سے عید مل رہے تھے، ایک دوسرے کو حوصلہ اور مبارک باد دے رہے تھے۔

اگلے چند دنوں کے بعد لیلیٰ اور ناصر اور غادہ اردن واپس چلے گئے۔

لیلیٰ اور ناصر واپس آئے تو سارا خاندان ان کے گھر امڈ آیا۔

ناصر کی بہنیں، بھائی چچا ماموں ان کے بچے اگرچہ غم سے نڈھال تھے مگر وہ لیلیٰ اور ناصر کو مبارک باد بھی دے رہے تھے کہ وہ شہید کے وارث ہیں۔

ناصر واپس دفتر پہنچا تو اس نے اپنا اخبار دیکھا۔ جس میں عید الفطر کے موقع پر اللہ کی دھتکاری ہوئی قوم نے اندھا دھند بمباری کر کے نہتے فلسطینیوں کو خون میں نہلا دیا تھا۔ (جاری ہے)

آپ کی صحت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

س: ڈاکٹر ام محمد صاحبہ! میری بیٹی کی عمر چھے سال ہے۔ اسے مرگی کا مسئلہ ہے۔ چار سال کی عمر میں جھٹکے لگنے شروع ہوئے تو ڈاکٹروں کو دکھایا۔ دماغ کے ڈاکٹروں نے دوائیں شروع کی ہیں مگر کھاتی پیتی کچھ نہیں، کمزور ہوتی جارہی ہے۔ کوئی دوا تجویز فرمادیں۔
(عروج فاطمہ۔ مری روڈ)

ج: محترمہ عروج فاطمہ صاحبہ!

آپ ایک بار بچی کا C.T Scan ضرور کروالیں۔ اس سے واضح ہوگا کہ مرگی ہے یا کچھ اور مسئلہ ہے۔ آپ کی بچی ان شاء اللہ سب کچھ کرے گی مگر دوسرے بچوں کی نسبت اسے وقت زیادہ لگے گا۔ بچی کو توجہ بھی دوسرے بچوں کی نسبت اسے زیادہ وقت چاہیے۔ آپ دوا Absinthium30 اور ginkgo biloba30 کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ دیں اس کے ساتھ Kaliphos6x کی 4-4 گولیاں صبح اور رات Brain Tonic کے طور پر دیں۔ بادام 7 عدد، کشمش 12 عدد دونوں کو رات میں ½ کپ پانی میں بھگو دیں۔ صبح ناشتے سے پہلے کھلا دیں ساتھ اس کا پانی بھی پلادیں۔ اس سے بھوک بھی کھل کر لگے گی اور جسمانی ذہنی طاقت کا تو خزانہ ہے ہی۔

س: باجی ام محمد صاحبہ! میرے ساتھ ایک عجیب مسئلہ ہے میری عمر 24 سال ہے، وزن تقریباً 45 کلو ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میری صحت مجموعی طور پر بہت بہت اچھی ہے۔ رنگت اور بال سب صحیح ہیں مگر میرے ہاتھ 70-60 سال کی بوڑھی عورتوں کے جیسے جھریوں والے ہیں۔ میں شدید احساسِ کمتری کا شکار ہوں۔ میرے رشتے بھی اسی وجہ سے نہیں ہو پاتے۔
(بنت توقیر شاہ۔ شیخوپورہ)

ڈاکٹر اُمِّ محمد

ج: بنت توقیر صاحبہ!

یہ مسئلہ وٹامنز کی کمی سے ہوتا ہے۔ آپ دوا Agrimonia Eupatoria30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لیں اور کچھ چیزیں مثلاً دودھ اور سبزیاں پھل مسلسل استعمال کریں۔ اپنے روزمرہ کے لیے جو بھی لوشن آپ استعمال کرتی ہیں، اس میں وٹامن 'E' کے 2-1 کیپسول ملا کر مساج کریں۔ پانی بہت زیادہ استعمال کریں۔ رات میں سونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو نیم گرم پانی میں (تھوڑا نمک ملالیں) ڈبو کر رکھیں پھر 20-15 منٹ بعد خشک کرکے ہمدرد کا 'روغن سرخ' کا مساج کریں۔ یاد رکھیں مساج ہاتھوں کی انگلیوں سے کلائی کی جانب کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور فرق ہوگا۔

س: ڈاکٹر ام محمد صاحبہ! میرا مسئلہ ایام کا ہے جو جلدی جلدی آجاتے ہیں۔ بعض اوقات تو مشکل سے 12-10 دن ہی نکل پاتے ہیں۔ میرے چہرے پر دانے بھی بن جاتے ہیں، لیکوریا بھی ہے۔ ہڈیوں میں درد رہتا ہے۔ جلدی تھکاوٹ ہوجاتی ہے۔ باجی کوئی اچھی سی دوا بتادیں۔
(ب۔ع۔ چکوال)

ج: بیٹی ب۔ع!

ہارمونز کی خرابیاں تو نزلہ، زکام کی طرح وبائی صورت بنتی جارہی ہیں۔ اکثر بچیاں اسی مسئلے کا شکار ہیں۔ مندرجہ ذیل نسخہ سب استعمال کرسکتی ہیں:

Sabina30 اور Trillium30 دونوں کے 5-5 قطرے دن میں چار مرتبہ لیں۔ 15 دن یہ نسخہ استعمال کرکے آخر کے 15 دن Bovista30 اور Cimicifuga30 کے 5-5 قطرے دن میں چار مرتبہ لیں۔ روزانہ فولک ایسڈ ایک گولی صبح اور ایک گولی رات میں ضرور لیں۔ فولک ایسڈ کی کمی سے بھی ہارمونز خراب ہوجاتے ہیں۔ 14-13 سال کی عمر سے لڑکیوں کو فولک ایسڈ لینا چاہیے۔ برگ تلسی 6 گرام کو ایک کپ پانی میں جوش دے کر 20 گرام گل قند گھول کر پی لیں۔ چہرہ صاف ہوجائے گا۔ کمزوری بھی ختم ہوجاتی ہے۔ چٹ پٹی اور چکنی چیزوں سے پرہیز کریں۔

س: باجی جان! میرے والد صاحب کو جوڑوں کا مسئلہ ہے، ان کی عمر 55 سال ہے۔ اس کے علاوہ نیند کے لیے بھی دوائیں استعمال کرتے ہیں۔ ڈپریشن کا مسئلہ بھی رہا ہے۔ کوئی مناسب دوا تجویز کردیں۔ بہت اچھی خوراک اور مہنگی دوائیں بھی لینا مشکل ہے۔ کوئی آسان حل بتادیں۔
(اخت عبداللہ۔ ملتان)

ج: محترمہ اخت عبداللہ صاحبہ!

طاقت ضروری نہیں کہ بہت مہنگی خوراکوں سے حاصل کی جائے، بلکہ دالوں اور سبزیوں سے بھی بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً السی کے بیج اور ہالون کے بیج یقین کریں نہایت کم خرچ ہوتے ہیں۔ ان میں مچھلی اور گوشت جتنی طاقت ہوتی ہے۔ اومیگا 3 سردیوں کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ہڈیوں کو ٹھنڈ سے بچایا جاسکتا ہے، اس طرح تو بہت چیزیں ہیں۔ کھجور، لوبیا وغیرہ۔ آپ اپنے والد صاحب کو دوا L-48 کے 20-20 قطرے دن میں تین مرتبہ اس کے ساتھ ساتھ Agnatia200 رات میں 6-5 قطرے دے دیا کریں۔ حب اسگندرو دو عدد اور حب سورنجان ایک عدد رات میں دیں۔ ان شاء اللہ بہت افاقہ ہوگا۔

نوٹ: جو خواتین آن لائن علاج کروانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتی ہیں:
03009213888

بڑا سبق

جویریہ بشیر۔منچن آباد

دورانِ حفظ میں اپنے ننھیال میں تھی۔ وہاں تعلیم وتربیت پر بہت دھیان دیا جاتا تھا بلکہ اُن دنوں نانی جان کی طرف سے اتنی سختی ہوتی تھی کہ بچوں کا اسلام پڑھنے کے لیے بھی بمشکل وقت ملتا۔

ہمارے ساتھ ہمارے بڑوں کا بالکل وہ معاملہ تھا کہ بچوں کو کھلاؤ سونے کا نوالہ اور دیکھو شیر کی آنکھ سے!

اکثر مجھ سے پوچھا جاتا کہ کون سا پارہ ہے؟ اور یہ سوال بہت جلد ہی دوبارہ پوچھ لیا جاتا اِس لیے تھوڑا سا اپنا سبق آگے بتا دیتی کہ یہاں ہے۔

کرتے کرتے ہم اپنے اصلی سبق سے ایک پارہ آگے بتا چکے تھے۔ بچپن تھا اور بڑوں کا دباؤ بھی زیادہ تھا تو یہ غلطی ہوئی، لیکن بکرے کی ماں آخر کب تک خیر مناتی؟ سو ایک دن نانا ابو کی ملاقات استادِ محترم سے ہوگئی تو میرا بھانڈا پھوٹ گیا۔

نانا ابو نے گھر آکر ڈانٹنے کی بجائے صرف اتنا کہا کہ بیٹے! ہمیں بہت افسوس ہوا ہے کہ آپ نے جھوٹ بولا؟ ہماری تربیت میں کہاں کمی رہ گئی کہ آپ نے جھوٹ جیسا اتنا بڑا گناہ کیا!''

دکھ اُن کے چہرے سے عیاں تھا اور میں شرم سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

دوسرے دن استادِ محترم نے بلایا اور کہا: ''آپ نے گھر میں جھوٹ بولا تھا؟''

اور میں شرمندگی کے مارے نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی اور پھر میں اتنا روئی اتنا روئی کہ ساتھی طالبات پریشان ہوگئیں۔

میرے لیے میرا یہ جھوٹ ایک سبق بن گیا اور الحمدللہ تب سے جھوٹ سے نفرت ہوگئی، کیوں کہ اس واقعے سے مجھے اتنا بڑا سبق ملا کہ سیکڑوں کتابوں اور مواعظ سے بھی نہ ملتا۔ سو بہنو! اگر بچہ کوئی غلطی کرے تو بجائے اس کو نظر انداز کرنے کے اس کو اس بات کا احساس دلائیں کہ آپ نے غلط کیا ہے اور ہمیں اِس بات سے دکھ ہوا ہے۔۔ ان شاءاللہ تعالیٰ بچہ تاعمر اُس بات سے بچتا رہے گا۔

☆

ملاحظہ: ویسے بڑوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ ہر بچہ ایک جیسی صلاحیت کا نہیں ہوتا، سو جس بات کے بچے مکلف ہی نہیں، اُن باتوں پر بے جا دباؤ ڈالا جائے تو ڈانٹ، پٹائی کے خدشے سے بچے نہ چاہتے ہوئے بھی غلط بیانی کرجاتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیے! (مدیر)

☆☆☆

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ شمارہ ۱۰۶۲ میں قرآن وحدیث سے ہتھیار ہر دم تیار رکھنے اور اسلحے کے غلط استعمال سے اجتناب کا سبق ملا۔ 'خواتین کے دینی مسائل' میں غلاموں اور لونڈیوں کا مقام پڑھ کر دین اسلام پر بے حد فخر محسوس ہوا۔ 'دورخ' مثبت اور منفی رویوں کا الگ الگ اطلاق رشتوں کی قدر و قیمت کو کیسے گھٹاتا اور بڑھاتا ہے، اس خوب صورت تحریر نے واضح کر دیا۔ 'دیوث' عبرت انگیز تحریر، نجانے آج کل کے مرد 'آزادی' کے نام پر اپنے گھر کی عزتوں پر لوگوں کی میلی کچیلی نظریں کیسے سہ جاتے ہیں! 'روح سے وعدہ' دکھی تحریر ہے۔ یہ خوب صورت رشتے انسان کی زندگی میں گویا 'آکسیجن' کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ 'تاج باغ کی بیلا گلی' کے حد درجہ خوش اخلاق اور محبتیں نچھاور کرنے والے لوگوں پر بہت رشک آیا۔ ایسے لوگوں کا ملن یادگار اور اُن کے ساتھ گزرا وقت سدا یاد رہتا ہے۔ شمارہ ۱۰۶۳ میں 'ایک نیک روح' نے دل اداس کر دیا۔ اللہ جی ان کی مغفرت فرمائیں اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں، آمین۔ 'بچے ہمارے عہد کے!' حقیقتِ حال کو بیان کرتی تحریر۔ 'بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل' بہت مفید معلومات اس قسط سے حاصل ہوئیں۔ بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔ 'ہائے میری الماری' پر بس ہم تو یہی کہیں گے کہ انسان کی ذاتی زندگی کا کچھ نہ کچھ لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔
(اقرا فرید۔ پنڈی گھیب، ضلع اٹک)

ج: اس بار آپ کی والدہ محترمہ کے تبصرے ساتھ نہیں آئے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ان کی؟ اللہ تعالیٰ صحت مند رکھے، آمین!

☆ شمارہ ۱۰۵۹ میں 'خواتین کے دینی مسائل' پڑھ کر علم میں اضافہ کیا۔ حفصہ فیضی کی 'بات ہے ذرا سی' پڑھی بس مناسب ہی تھی۔ مظہر حسین کی 'بیوی اک دیوانی سی' پڑھی تو پتا چلا کہ صرف بیوی ہی نہیں شوہر بھی دیوانہ ہے۔ آپ کی تحریر 'رات، آسمان اور گاؤں' پڑھی۔ مجھے بھی آسمان بہت پسند ہے۔ جولائی میں ہم اپنے کزن کی شادی میں آپ کے کراچی آئے تھے۔ ہمیں تو دن کو سورج بھی ایسے لگتا جیسے بھکر میں تیز آندھی مٹی والی کے بعد سورج ہوتا ہے مٹیالا سا۔ صبیحہ عماد کی 'بخار کہانی' مجھے اپنی عید والی کہانی لگی۔ عید والے دن میں نے بھی سر درد کے ساتھ گزارا۔ شمارے میں بزمِ خواتین کی کمی محسوس ہوئی۔ (ام محمد حنظلہ۔ بھکر)

ج: کمی محسوس کروانے کے لیے ہی کبھی کبھی ہم خود ہی غائب کر دیتے ہیں بزمِ خواتین اور آئینہ گفتار کے سلسلے!

☆ آئینہ گفتار میں آپ نے 'گھریلو تضادات' پر لکھا اور واہ بھئی کیا ہی خوب لکھا۔ کمال کر دیا آپ نے مگر ہمارے ہاں الحمدللہ ہماری ساری بھتیجیاں ہم سب سے بہت پرخلوص محبت کرتی ہیں اور ہماری بھابی محترمہ بھی بہت بہت بہت اچھی ہیں۔ ہماری والدہ صاحبہ کی جگہ ہیں، جو اب حیات نہیں۔ ہماری والدہ کے لیے اور تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کر دیجیے گا۔ اہلیہ عزیر نے کچھ نیا نہیں لکھا۔ 'سیکھ لیں' البتہ زبردست لگی۔ عمارہ حسین نے 'بدلاؤ' میں بہت سارے سبق دیے مگر پھر بھی کہانی میں کسی چیز کی کمی لگی۔ خیر اچھی تھی۔ اللہ سب کو ایسی آپاؤں سے بچائے، آمین۔ قانتہ رابعہ بی کی کہانی 'دیپ جلے' بہت زبردست تھی لیکن دو پیراگراف سمجھ میں نہیں آئے۔ براہِ مہربانی کوئی سمجھا دے۔ 'انوکھا سفر' تحریر بھی بہت خوب صورت تھی۔ مولانا فیصل صاحب بہت شاندار سفرنامہ لکھ رہے ہیں ماشاءاللہ۔ 'بزمِ خواتین' میں عمارہ اقبال صاحبہ نے تینوں ناولوں پر بہت خوب تبصرہ کیا۔
(اہلیہ ہاشم۔ ناظم آباد)

ج: بہت شکریہ! ویسے کون سے پیراگراف سمجھ میں نہیں آئے؟ دوبارہ پڑھیے ان شاءاللہ سمجھ میں آجائیں گے۔

☆ بے حد شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہماری چھوٹی سی تحریر کو اپنے قیمتی رسالے میں جگہ دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت خوش رکھے، لیکن اس میں ہمارا پورا نام نہیں لکھا تھا صرف عمران قائد آباد لکھا تھا سو جو خوشی ملی تھی وہ ماند پڑ گئی اور ہمارے ہمارے بچوں نے ہمارا خوب مذاق اڑایا۔ ہم نے بھی ہنس کے برداشت کر لیا کہ چلو کوئی بات نہیں چھوٹی چھوٹی غلطیاں سب سے ہو جاتی ہیں اگر آپ سے ہو گئی تو کوئی بات نہیں ہم نے آپ کو معاف کیا۔
(اہلیہ مولانا عمران۔ قائد آباد، کراچی)

ج: شکر ہے کہ آپ نے معاف کر دیا، ورنہ ہمارا کیا بنتا! البتہ بچوں کو معاف نہیں کیجیے گا، ہلکی پھلکی سزا ضرور دیجیے گا۔ بھلا اماں کا مذاق بھی کوئی اڑاتا ہے!

☆ شمارہ ۱۰۶۵ سامنے دھرا ہے۔ حسبِ معمول آخیر سے آغاز کیا۔ 'طوطا رشتے' کہانی کا رنگ لیے منطقی انداز میں ختم ہوتی تحریر بہت کچھ سکھا گئی۔ بزمِ خواتین کے آئینے میں خود کو بھی سجا دیکھتے ہیں تو بار بار آئینہ دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ اپنا ہی خط دس بارہ مرتبہ تو پڑھ ہی لیتے ہیں اور ہر مرتبہ اُش اُش کرتے ہیں۔ خصوصاً مدیر بھیا کے جواب پر۔ 'خوشبو جیسے لوگ ملے افسانے میں' عنوان ہی اتنا شاعرانہ تھا کہ پڑھتے پڑھتے ہم کھو سے گئے اور دل چاہا کہ ہمیں بھی اللہ دین کی محبت اور دین سے محبت کرنے والوں کی محبت عطا کرے، آمین! 'بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل' بہت اچھا ہے۔ اللہ کے گھر کی جتنی بھی تحریریں خواتین اور بچوں کا اسلام میں پڑھتے ہیں، بہت سحر انگیز ہوتی ہیں۔ دل تڑپ تڑپ جاتا ہے۔ 'بلاوا' بہت جگر لینے والی آزاد نظم بار بار پڑھی۔ 'دائمی حسرت' سونیا بلال بہت محبت سے اصلاح کرتی ہیں۔ سب سے آخر میں آئینہ گفتار پڑھا۔ مزاح سے بھرپور، ہلکی پھلکی تحریر بہت بھاری بھاری مطلب سمجھاتی اور گہرے سبق سکھا جاتی ہے۔ پچھلے کئی ہفتوں سے ہر شمارہ ہی لاجواب اور شاہکار آرہا ہے، الگ الگ تبصرہ مصروفیت کی وجہ سے نہیں کر پاتے۔ (ام خدیجہ۔ منڈی بہاءالدین)

ج: اللہ تعالیٰ مثبت مصروفیات میں مصروف رکھے۔ بس پڑھنا نہ چھوڑیے گا اور بشرط فرصت کبھی کبھی تبصرہ بھی کیجیے گا۔

☆ شمارہ ۱۰۶۴ ہاتھ میں ہے۔ دل تو سرورق کی خوب صورتی پر ہی فدا ہو گیا ہے۔ سرورق پر موجود ام عبداللہ کی 'فخرِ دو عالم کا بستر کیسا تھا؟' اور ام محمد سلمان کی تحریر 'حصارمت توڑو' کے عنوانات دیکھ کر دل ان کو پڑھنے کو للچایا تو جلدی جلدی شمارے کی ورق گردانی شروع کی۔ 'حصارمت توڑو' موجودہ دور کی عکاسی کرتی ایک بہت ہی عمدہ اور عبرت اثر کہانی تھی۔ اور 'فخرِ دو عالم کا بستر کیسا تھا؟' بھی آج کی آسائشات کی نفی کرتی ایک بہت ہی بہترین تحریر تھی۔ 'تفریح پر اشکال اور اس کا جواب' بہت خوب تھی۔ اولاً ہمیں اشکال بہت معقول لگا لیکن جواب پڑھا تو قائل ہو گئے۔ جس طرح درس نظامی پڑھتے ہوئے پہلے دیگر ائمہ کے دلائل ذکر کیے جاتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ اس سے بہتر کیا ہوگا، لیکن آخر میں امام اعظمؒ کے اور ان کے

دلائل اول الذکر تمام دلائل پر سبقت لے جاتے ہیں۔ باجی عامرہ احسان کی تحریر 'ٹھیس نہ لگ جائے' دل کی تاروں کو چھوتی تحریر تھی لیکن نجانے کیوں باجی عامرہ احسان کی تحریر سمجھنے میں ہمیں تھوڑی مشکل ہوتی ہے شاید اِس لیے کہ اُن کا الفاظ کا چناؤ اتنا علیٰ ہے کہ ہم نے وہ الفاظ پہلے نہیں سنے پڑھے ہوتے۔ (بنت ذوالفقار۔ رحیم یار خان)

ج: پہلے نہیں سنے پڑھے تو کیا ہوا، باجی کی تحریر سے ہی ان الفاظ کا مفہوم اور استعمال آپ کا لاشعور اخذ کر لے گا اور بہت جلد یہ الفاظ آپ کی زبان پر ہوں گے۔

☆ شمارہ ۱۰۶۳ کے آئینہ گفتار نے آغوشِ مادر کی اہمیت سے آشنا کیا۔ 'بچے ہمارے عہد کے' محترمہ جویریہ شعیب کی دلچسپ اور سوچوں کے دریچے وا کرتی تحریر بھا گئی۔ 'ایک نیک روح' پروفیسر صاحب کی دل گداز تحریر، ویسے زوجین کو ایک دوسرے کی زندگی میں بھی ان کی تعریف اور قدردانی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔ 'ہائے میری المار ی' کیا خوب تحریر ہے۔ خوب صورت اسباق سے بھری حقیقت پر مبنی یہ تحریر 'سسرال نمبر' کا نچوڑ پیش کر رہی ہے۔ 'خوشبو جیسے لوگ ملے افسانے میں' یہ تحریر خوشبو بکھیرتی محسوس ہوئی۔ بہت مزہ آیا محترم لکھاریات کی بابت پڑھ کر۔ ساتھ ہی ایک انکشاف نے ہمیں حیران کر دیا کہ صغریٰ آپا بقلم ننھی کے پس پردہ محترمہ ساجدہ غلام محمد ہیں۔ اُس پر جتنی حیرت ہو کم ہے۔ 'ایک المیہ' پڑھ کر دل بے طرح اداس ہو گیا۔ 'ہم پر حق ہے اُن کا' بنت نجم الدین کی ایک خوب صورت سوچ کے تحت لکھی تحریر۔ 'اداسی بھری مسکراہٹ' پڑھ کر ہم بھی اداسی سے مسکرا دیے۔ شمارہ ۱۰۶۴ سبحان اللہ! کیا خوب سرورق ہے، گویا سبز رنگ کی برسات ہو رہی ہے۔ 'حصار مت توڑو' بے حد خوب صورت تحریر۔ 'ٹھیس نہ لگ جائے' محترمہ عامرہ احسان صاحبہ کی دلچسپ اور فکر انگیز تحریر، جس نے سوچوں کے دریچے وا کر دیے۔

(بنت درخواستی۔ خان پور)

ج: اس نوعیت کے تو کئی انکشافات ہیں جو قارئین کو حیران کر سکتے ہیں۔

☆ 'زخموں پر نمک نہیں چینی چھڑکیے!' اس آئینہ گفتار نے اچھا نسخہ دے دیا۔ 'خدا کا دیا گیا حق' اس معاشرے کے المیہ کی عکاسی کرتی ہے کہ گویا بیٹیاں اس باپ کی اولاد نہیں جو بیٹوں کو حصہ دینا یاد رکھتا ہے، بیٹیوں کو نہیں۔ 'دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں' اکبرالہٰ آبادی کی یہ نظم ہمیں بہت پسند ہے۔ 'کھیر کی پیالی' کے اختتام نے ہنسا دیا۔ 'جنوں کا نام خرد رکھ دیا' عامرہ احسان کی فکر کو دعوت دینے والی تحریر تھی کہ کہیں ہم تو خود ساختہ سوالوں کے جوابات کی تگ و دو میں نہیں۔ 'ہم سٹھیائے ہوئے ہیں' مزاحیہ تحریر تھی۔ 'بزم خواتین' میں بہت رونق تھی کیونکہ ہمارا خط جو اس کا حصہ تھا۔ (ز، ع۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: تو گویا آج بھی یہ محفل آپ کو بہت بارونق لگے گی لیکن بہت پرانے شمارے پر تبصرہ تھا یہ تو!

☆☆☆

ان شاء اللہ
1965ء: سے خدمت انسانیت میں مصروف عمل
پاکستان میں واحد طریقہ علاج
بواسیر کے مایوس مریضوں کیلئے
چیلنج
صرف ایک بار دوا لگانے سے
بواسیر خونی و بادی
3 دن میں مکمل جڑ سے خاتمہ زندگی بھر نہ ہوگی ان شاء اللہ
ناسور فشر کا بغیر آپریشن علاج
علماء کرام، اساتذہ کرام طلباء اور غرباء کیلئے خصوصی رعایت
ہمارے ہاں ان تمام امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے
دوائے دماغ و محافظ قلب
دوائے شوگر علاج و تحفظ
موٹاپے کا مکمل خاتمہ
امراض کینسر منہ ہونٹ جلد
امراض جلد چنبل خارش داد
جوڑوں کا درد کمر درد، اعصابی درد
بالچر بالوں کا گرنا بالوں کا لمبا کرنا
امراض معدہ و جگر
کالا، پیلا یرقان
ہیپاٹائٹس بی سی
کا شافی علاج
بیٹا نعمت بیٹی رحمت اولاد
اولاد اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے
بے اولاد جوڑے قابل علاج
ہمارے طریقہ علاج سے کئی حضرات صاحب اولاد ہو چکے ہیں الحمدللہ
فون پر مشورہ کر کے دوائی بذریعہ V.P پارسل منگوائی جا سکتی ہے۔
بانی طاہری حکیم محمد اسحاق فاروقی ایم اے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
العمار دار الشفاء
خاندانی معالج مولانا حکیم محمد ابوبکر صدیق ایم اے
فاضل الطب والجراحت پاکستان
رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد Q.H.42360.A
0345/0334-7244474
کراچی پیراڈائز بیکری گلشن اقبال بلاک 4.A
ملتان ہر ماہ کی 21,22 تاریخ
راولپنڈی ہر ماہ کی 24 تاریخ
لاہور پورا مہینہ
Like Us On Alammardarulshifa

چیلنج مریض
شفایاب مریض ⁘ بے اولاد ⁘ بواسیر
چیلنج مریض
رشید احمد خان — عمر 50 سال — رحیم یار خان
مجھے بواسیر بادی، فشر تقریباً 7 سال سے تھی، مختلف حکماء، ڈاکٹروں سے علاج کرایا، وقتی فائدہ ہوتا مکمل فائدہ نہ ہوا، کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف شدت اختیار کر جاتی، پھر علاج کراتا مگر فائدہ وقتی ہوتا۔ ایک دن ''خواتین کا اسلام'' میں حکیم قارق صاحب کا اشتہار پڑھا، رابطہ کیا، لاہور میں ملاقات ہوئی، معاینہ کرایا، مجھے تسلی ہوئی، کچھ سوالات کیے، تسلی بخش جواب دیے، میں مطمئن ہوا، علاج شروع کر دیا، ایک ماہ کھانے کی دوائی سے 8 دن میں مسے گر گئے، مکمل آرام 40 دن میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اس وقت بہترین زندگی گزار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔
م، ص، ن — عمر 22 سال — فیصل آباد
مرض مرض ہوتی ہے چاہے کوئی بھی ہو، مگر بواسیر کی مرض سے اللہ کی پناہ!!! مجھے بواسیر خونی عرصہ 12 سال سے تھی، جب سے اس مرض کے بارے میں مکمل معلومات ہوئیں، اس کا علاج شروع کر دیا، مگر وقتی فائدہ ہوتا، مکمل آرام نہ آتا، گھریلو ٹوٹکے اور مختلف ادویات، مختلف حکماء ڈاکٹر حضرات سے علاج کرایا مگر فائدہ ندارد، آخر کار تنگ آ کر حکیم قارق صاحب سے رابطہ کیا، صورتِ حال سے آگاہ کیا اور وقت لیا، لاہور میں حاضر ہوئے، لیڈیز طبیبہ سے معاینہ کرایا، مرض کی کیفیت بہت ---- مگر حکیم قارق صاحب نے تسلی دی کہ ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔'' دوائی لگا دی، ایک ماہ کی دوائی بھی کھانے کی دی، پرہیز بہت سخت بتائی، تمام شرائط پر عمل کیا، مسے 10 دن میں گر گئے، فشر 20 دن میں ختم ہو گیا، تمام زخم 40 دن میں مکمل بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کرم کیا، اب میں تمام کام احسن طریقہ سے سرانجام دے رہی ہوں۔ حکیم قارق صاحب کے لیے خصوصی دعا کراتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

بچے اور بخار

ڈاکٹر رضوان اسد خان

یاد رکھیں کہ 38 ڈگری سینٹی گریڈ یا سو ڈگری فارن ہائیٹ سے نیچے ٹمپریچر کو بخار نہیں کہتے خواہ بچہ کتنا ہی گرم لگ رہا ہو۔ دراصل بخار بہت سی انفیکشن سے لڑنے کا جسم کا قدرتی ہتھیار ہے۔ یعنی ایک حد تک بخار (38 سے 39 سینٹی گریڈ یا سو سے ایک سو دو ڈگری فارن ہائیٹ) جسم کیلئے فائدہ مند ہوتا ہے، لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہاں البتہ جن بچوں کو بخار میں جھٹکے لگتے ہوں، انھیں بخار ہو جائے تو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

کیا کرنا ہے؟

1۔ پانی زیادہ سے زیادہ پلائیں۔

2۔ پانی کی کمی کی علامات پر نظر رکھیں۔

پانی کی کمی کی علامات میں زیادہ پیاس، آنکھیں اندر کو دھنس جانا، ڈیڑھ سال سے چھوٹے بچوں میں سر کا تالو اندر کو دھنس جانا، کم مقدار میں گاڑھا اور تیز رنگ کا پیشاب، منہ خشک، بغیر آنسوؤں کے رونا شامل ہیں۔

3۔ کھانے میں گھر کی بنی ہوئی جو چیز مانگے دیں۔

4۔ رات سوتے وقت بخار وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہیں۔

5۔ گھر سے باہر نہ نکلنے دیں۔

6۔ اگر بخار کی وجہ سے بے چینی محسوس کرے تو پیراسٹامول دیں۔

کیا نہیں کرنا؟

1۔ سردیوں میں بچوں کے کپڑے بالکل ہی ہلکے نہ کریں نہ پٹیاں کریں، کیونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا، بخار جسم کے لیے اچھا ہوتا ہے۔

2۔ اسی طرح بہت زیادہ کپڑے بھی نہ پہنائیں اور نہ زیادہ کمبلوں / رضائیوں میں لپیٹیں۔

3۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے بغیر بروفن اور پیراسٹامول ایک ساتھ نہ دیں۔

4۔ دو ماہ سے چھوٹے بچے کو پیراسٹامول نہ دیں۔

5۔ تین ماہ (یا 5 کلو) سے چھوٹے بچے کو بروفن نہ دیں۔

6۔ دمہ کے مریض بچوں کو بروفن نہ دیں۔

ایمرجنسی کب ہے؟

فوراً اپنے بچوں کے ڈاکٹر سے رجوع کریں، اگر:

۱۔ بچہ تین ماہ سے چھوٹا ہے اور بخار سو یا اس سے زیادہ ہو۔

۲۔ بچہ تین سے چھ ماہ کی عمر کا ہے اور بخار 101 یا اس سے زیادہ ہو۔

۳۔ بچہ چھ سے بارہ ماہ کی عمر کا ہے اور بخار 103 یا اس سے زیادہ ہو۔

۴۔ بچے کی عمر کوئی بھی ہو اور بخار 104 یا اس سے زیادہ ہو۔

۵۔ بچے کی عمر ایک سے دو سال کے درمیان ہے اور بخار کو چوبیس گھنٹے سے اوپر ہو گئے ہیں۔

۶۔ بچہ دو سال سے اوپر ہے اور بخار کو تین دن سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

۷۔ بچے کو بخار کے ساتھ جھٹکے لگ رہے ہوں۔

۸۔ بچے کے دماغ کا تالوا بھر گیا ہو یا بچہ مسلسل قے کر رہا ہو یا بار بار دست آ رہے ہوں یا وہ بہت سست اور نڈھال ہو گیا ہو یا سانس لینے میں دِقت ہو یا جلد پر سرخ نشانات یعنی ریش rash نمودار ہو جائیں۔

اگر درج بالا علامات ہیں تو فوراً اپنے معالج کو دکھایئے، لیکن اگر یہ علامات نہیں تو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ ایک سال سے بڑے بچے میں بخار 102 سے کم ہو تو پیراسٹامول دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

☆☆☆

بھنڈی

بھنڈی کا مزاج سرد تر ہے۔ اس میں وٹامن اے، سی کیلشیم، فولاد اور فاسفورس پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک لیس دار سبزی ہے اس لیے اسے اچھی طرح گھی میں بھون کر پکاتے ہیں۔ بھنڈی پیشاب کے امراض میں فائدہ دیتی ہے، خاص طور پر جب جل کر آ رہا ہو۔ آنتوں کی خراش، زخم اور پیچش میں بھنڈی توری کا سالن بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔

تلی ہوئی بھنڈی کا لذیذ سالن:

بھنڈی نرم آدھا کلو، پیاز ایک پاؤ، لہسن آدھی پوتھی، ادرک آدھے انچ کا ٹکڑا، ٹماٹر آدھا پاؤ، ہری مرچ چار عدد، نمک حسب ذائقہ، سرخ مرچ حسب ذائقہ، ہلدی حسب ضرورت، سوکھا دھنیا (پسا ہوا) ایک چائے کا چمچ، دہی آدھی پیالی، گھی آدھا پاؤ۔

ترکیب:

بھنڈی دھو کر خشک کریں اور کاٹ کر چھوٹے یا بڑے ٹکڑے کر لیں۔ اب بھنڈی کے ٹکڑوں پر تھوڑا سا نمک چھڑک کر انہیں گھی میں ہلکی آنچ پر سرخ کر لیں۔ جب بھنڈی اچھی طرح سرخ ہو جائے تو اسے نکال کر علیحدہ کر لیں۔ اب اسی گھی میں پیاز کے لچھے کاٹ کر سرخ کر لیں۔ اب ادرک اور لہسن پسی ہوئی ڈال کر اچھی طرح بھونیں ساتھ نمک مرچ، اور ہلدی ڈال دیں جب یہ سب چیزیں گھی چھوڑ دیں تو دہی ڈال کر بھونیں۔ جب تمام مصالحہ ایک سا ہو جائے تو سرخ کی ہوئی بھنڈی ڈال دیں اور ساتھ ہی ٹماٹر اور ہری مرچیں کاٹ کر ڈال دیں اور اچھی طرح بھونیں۔ پھر ہلکی آنچ پر دم لگا دیں تا کہ ٹماٹر گل کر میں شامل ہو جائیں۔ اب سوکھا دھنیا ڈال کر ایک مرتبہ پھر اچھی طرح بھون لیں۔ لیجیے مزیدار تلی ہوئی بھنڈی تیار ہے۔

نوٹ: اگر کھٹاس پسند ہو تو بھونتے وقت تھوڑا سا املی کا پانی کا ڈالا جا سکتا ہے۔

افشاں نوید۔ نور پور نورنگا